مُسلسل اِشاعت کے ۵۴ سال

شمارہ:۱۲ جلد:۲۱ | ذوالحجہ ۱۴۳۸ ستمبر 2017

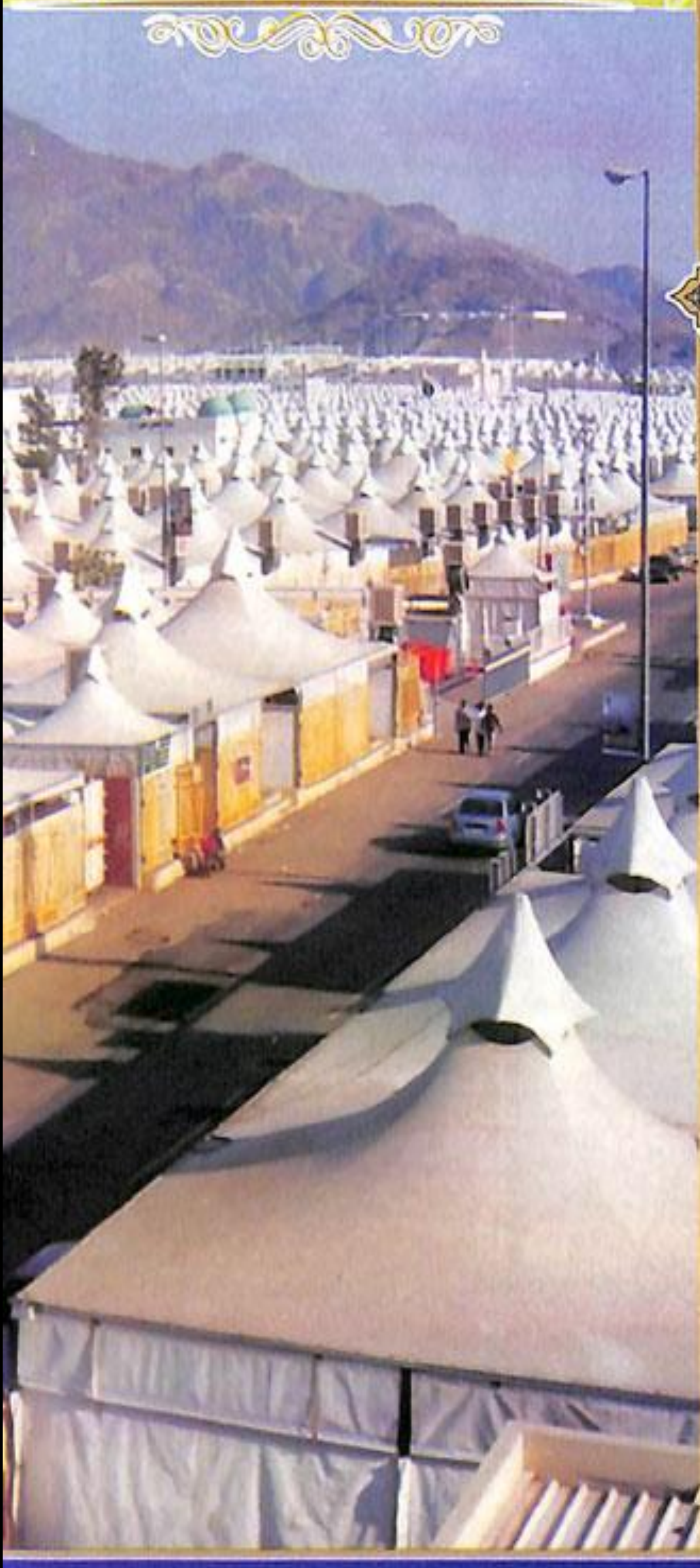

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مناقبِ ذوالنورین سیدنا عثمان غنیؓ

عیدالاضحیٰ اور قربانی... فضائل مسائل

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی اہلیہ کا وصال

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: ۱۲ جلد: ۲۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

مناقب ذوالنورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	08
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:28)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	11
عہد رسالت کا ایک دلچسپ واقعہ	محمد سعید علوی	14
عیدالاضحیٰ اور قربانی...... فضائل ومسائل	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	16
جناب مفتی زاہد کے مضمون پر طائرانہ نظر	سجاد احمد خان چاون	20
حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست	مفتی محمد حامد	28
تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:17)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	30

شخصیات

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ	ندیم احمد انصاری، انڈیا	34
قاری غلام فرید اعوان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	حافظ محمد طیب زاہد اعوان	36
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی اہلیہ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	38

رد قادیانیت

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء...... تقریر مولانا اللہ وسایا	مولانا محمد بلال	39
قادیانی غیر مسلم کیوں؟	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ	44

متفرقات

لکی مروت میں چوک مچن خیل اڈہ کا نام ختم نبوت چوک رکھ دیا گیا	ادارہ	51
تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

جناب جسٹس آصف سعید خان کھوسہ کی سربراہی میں جناب جسٹس گلزار احمد، جناب جسٹس اعجاز افضل خان، جناب جسٹس شیخ عظمت سعید اور جسٹس اعجاز الاحسن پانچ رکنی سپریم کورٹ آف پاکستان کے لارجر بنچ نے کئی ماہ کی طویل سماعت اور مختلف تحقیقی مراحل سے گزارنے کے بعد پانامہ کیس میں پاکستان کے تیسری بار منتخب ہونے والے وزیراعظم جناب نواز شریف کو نااہل قرار دے دیا ہے۔ بنچ نے اپنا ۲۴ صفحات پر مشتمل فیصلہ مورخہ ۲۸؍جولائی ۲۰۱۷ء بروز جمعہ ساڑھے گیارہ بجے سنایا۔ فیصلہ میں ہے کہ:

’’نواز شریف نے انتخابی گوشواروں میں ایف.زیڈ.ای کمپنی دبئی کو اثاثوں میں ظاہر نہیں کیا۔ کاغذات نامزدگی میں اثاثوں کے متعلق جھوٹا بیان حلفی جمع کرایا۔ جس کے باعث وہ صادق وامین نہیں رہے۔ لہٰذا آرٹیکل ۶۲ کے تحت انہیں نااہل قرار دیا جاتا ہے۔ نیب نواز شریف، مریم نواز، حسن نواز، حسین نواز، کیپٹن (ر) صفدر اور اسحاق ڈار کے خلاف ۶ ہفتوں میں ریفرنس دائر اور ۶ ماہ میں عدالت فیصلہ کرے۔ صدر مملکت جمہوری عمل کے تسلسل کے لئے آئینی تقاضے پورے کریں۔‘‘

پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں:

۱…… جناب لیاقت علی خان: چار سال وزیراعظم رہے۔ (۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء تا ۱۶؍اکتوبر ۱۹۵۱ء)

۲…… خواجہ ناظم الدین: ڈیڑھ سال وزیراعظم رہے۔ (۱۷؍اکتوبر ۱۹۵۱ء تا ۱۷؍اپریل ۱۹۵۳ء)

۳…… محمد علی بوگرہ: دو سال وزیراعظم رہے۔ (۱۷؍اپریل ۱۹۵۳ء تا ۱۲؍اگست ۱۹۵۵ء)

۴…… چوہدری محمد علی: ایک سال وزیراعظم رہے۔ (۱۲؍اگست ۱۹۵۵ء تا ۱۲؍ستمبر ۱۹۵۶ء)

۵…… حسین شہید سہروردی: ایک سال وزیراعظم رہے۔ (۱۲؍ستمبر ۱۹۵۶ء تا ۱۷؍اکتوبر ۱۹۵۷ء)

۶…… اسماعیل ابراہیم چندریگر: دو ماہ کے بعد ہٹادیئے گئے۔ (۱۷؍اکتوبر ۱۹۵۷ء تا ۱۶؍دسمبر ۱۹۵۷ء)

۷…… فیروز خان نون: دس ماہ بعد ہٹادیئے گئے۔ (۱۶؍دسمبر ۱۹۵۷ء تا ۷؍اکتوبر ۱۹۵۸ء)

۸…… نورالامین: تیرہ دن فیضیاب ہوئے۔ (۷؍دسمبر ۱۹۷۱ء تا ۲۰؍دسمبر ۱۹۷۱ء)

۹…… جناب ذوالفقار علی بھٹو: تین سال سات ماہ۔ (۱۴؍اگست ۱۹۷۳ء تا ۵؍جولائی ۱۹۷۷ء)

۱۰...... جناب محمد خان جونیجو: اڑھائی سال۔ (۲۳؍مارچ ۱۹۸۵ء تا ۲۹؍مئی ۱۹۸۸ء)

۱۱...... محترمہ بے نظیر بھٹو: ڈیڑھ سال۔ (۲؍دسمبر ۱۹۸۸ء تا ۶؍اگست ۱۹۹۰ء)

۱۲...... جناب محمد نواز شریف: اڑھائی سال۔ (۶؍نومبر ۱۹۹۰ء تا ۱۸؍اپریل ۱۹۹۳ء)

۱۳...... جناب محمد نواز شریف: دوماہ کے لئے دوبارہ بحالی۔ (۲۶؍مئی ۱۹۹۳ء تا ۱۸؍جولائی ۱۹۹۳ء)

۱۴...... محترمہ بے نظیر بھٹو: اڑھائی سال۔ (۱۹؍اکتوبر ۱۹۹۳ء تا ۵؍نومبر ۱۹۹۶ء)

۱۵...... محترم محمد نواز شریف: اڑھائی سال۔ (۱۷؍فروری ۱۹۹۷ء تا ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۹ء)

۱۶...... جناب میر ظفر اللہ خان جمالی: پونے دوسال۔ (۲۱؍نومبر ۲۰۰۲ء تا ۲۶؍جون ۲۰۰۴ء)

۱۷...... چوہدری شجاعت حسین: دوماہ۔ (۳۰؍جون ۲۰۰۴ء تا ۲۰؍اگست ۲۰۰۴ء)

۱۸...... جناب شوکت عزیز: تین سال۔ (۲۰؍اگست ۲۰۰۴ء تا ۱۶؍نومبر ۲۰۰۷ء)

۱۹...... جناب یوسف رضا گیلانی: چار سال۔ (۲۰؍مارچ ۲۰۰۸ء تا ۱۹؍جون ۲۰۱۲ء)

۲۰...... جناب راجہ پرویز اشرف: آٹھ ماہ۔ (۲۰؍جون ۲۰۱۲ء تا ۲۵؍مارچ ۲۰۱۳ء)

۲۱...... جناب نواز شریف: چار سال۔ (۵؍جون ۲۰۱۳ء تا ۲۸؍جولائی ۲۰۱۷ء)

درمیان سے کچھ نام رہ گئے جیسے معین قریشی وغیرہ۔ غرض ستر سال کے عرصہ میں چھ نگران وزیراعظم اور سترہ باقاعدہ وزیراعظم کل سویلین وزراء اعظم ۲۳ بنتے ہیں۔ اوپر کی تمام مدت کو جمع کریں اور ستر سال سے نفی کریں تو بقایا تمام مدت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹرز حضرات کی ہے۔ حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایک وزیراعظم بھی اپنی آئینی مدت پوری نہیں کر پایا کہ پہلے لٹکا دیئے یا ہٹا دیئے گئے۔ رہی مارشل لاء قیادت انہوں نے اتنی طویل عرصہ تک حکمرانی کی کہ آج تک ان کے ریکارڈ کو کوئی نہیں توڑ سکا۔ بعض مارشل لائی ڈکٹیٹر، آئین شکن قائدین، گرامی ذی وقار حضرات قدرت کے ہاتھوں بھسم تو ہوئے لیکن اپنے ارادہ سے وہ اقتدار سے دستبردار نہ ہوئے۔ نہ انہیں کوئی ہٹا سکا، نہ لٹکا سکا۔ کیا تمام سویلین وزراء اعظم کرپٹ، جھوٹے اور بددیانت تھے؟ اور تمام ڈکٹیٹر آئین شکن، محض اپنی قوت سے غاصبانہ اقدام کر کے اقتدار پر قبضہ کرنے والے سب کوثر وتسنیم سے دھلے اور ارض مقدس کی تربت سے ڈھلے ہوئے انسان تھے؟ جن معزز ججز حضرات نے ان کے غاصبانہ اقتدار کو عدالتی سند جواز مہیا فرمانے کا مقدس فریضہ انجام دیا وہ سب سچے، کھرے، امین وصادق تھے؟ یہ ہے ہماری ستر سالہ تاریخ اقتدار کا خلاصہ۔ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ستر سال گزرنے کے باوجود ہم اس مخمصہ سے ابھی نہیں نکل سکے اور نہ دور دور تک اس سے نکلنے کے کوئی آثار یا در و دیوار نظر آتے ہیں۔ رہے کوچہ وبازار، یا محل ومحلات ان کا کوئی تصور

بھی نہیں ہے۔ چلئے چھوڑیئے! کل کی بات ہے ہمارے ایک بزرگ رہنما، ادیب وخطیب حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم تھے وہ موزوں الفاظ وجملے لانے کے فن میں اپنے دور میں یکتا تھے۔ فرماتے تھے:

”ہم نے کئی صدر دیکھے۔ دربدر دیکھے۔ ملک بدر دیکھے۔ ہم نے کئی وزیر دیکھے۔ فقیر دیکھے۔ اسیر دیکھے۔ کل جو وزیراعظم تھا اگلے روز اسے اسیر اعظم دیکھا۔ جو مضبوط کرسی کے مدعی تھے وہ مضبوط رسی کے حقدار ٹھہرے۔ بقاء صرف اللہ رب العزت کی ذات کو ہے اور باقی سب فنا کی گھاٹ اتر کر رہیں گے۔ مقدر والے وہ لوگ جو نیک نامی کما کر گئے۔ ورنہ ذلتوں اور حسرتوں کو سمیٹنا تو اقتدار والوں کا مقدر ہوتا ہی ہے۔“

جناب میاں محمد نواز شریف کے متعلق جو فیصلہ آیا ہے اس پر مثبت ومنفی تبصرے ہورہے ہیں۔ بعض اس فیصلہ سے کرپشن سے پاک ملک اور بعض نیا پاکستان بنتا دیکھ رہے ہیں اور بعض اسے تمیزالدین، نصرت بھٹو کیس سے تعبیر کررہے ہیں۔ بہرحال یہ طے ہے کہ اس فیصلہ میں دور دور تک نواز شریف صاحب پر کرپشن کا الزام ثابت ہوتا نظر نہیں آرہا۔ کرپشن کے لئے نیب کی ڈیوٹی لگی ہے کہ وہ چھ ہفتوں میں کیس بنائے اور چھ ماہ میں عدالتیں اس کا فیصلہ دیں اور اس امر کی نگرانی سپریم کورٹ کے عالی مقام محترم جسٹس صاحب کریں گے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کرپشن کے کیس اور ان کے فیصلہ آنے تک معاملہ کو چلنے دیا جاتا تو کیا حرج تھا؟

بہرحال مثبت ومنفی آراء آرہی ہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ نئے وزیراعظم شاہد خاقان عباسی نے بڑی برتری سے کامیابی حاصل کی اور حلف اٹھالیا۔ آج (۲؍اگست) کو کابینہ کی تشکیل کا بھی مرحلہ مکمل ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائیں۔ آمین!

محترم جناب میاں محمد نواز شریف کی بیک بینی ودوگوش نااہلی پر بھی رواں تبصرے ہورہے ہیں۔ بعض حضرات اسے سی.پیک منصوبہ کی سزا سے تعبیر کررہے ہیں۔ پرویز مشرف جیسے پارسا اور نیک طینت وپاک سرشت مرد آئین کا کہنا ہے کہ نواز شریف کی برطرفی سے انڈیا کو تکلیف ہوئی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نواز شریف مطلق العنان ہوگئے تھے۔ ماوراء عدالت قتل، جعلی پولیس مقابلے ان کے دور میں ہوئے۔ کسی چور، اچکے، ڈاکو، شراب خور، بھتہ باز، سٹے باز اور کمینہ کو فورتھ شیڈول میں نہیں جکڑا گیا۔ صرف مذہبی لوگوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اس میں بہت ساروں کے متعلق حلفیہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بے گناہ تھے۔ دیگ کے چاول کے طور پر نمونہ کے لئے مولانا قاری محمد طیب بورے والا، مولانا ظفر احمد قاسم دونوں ضلع وہاڑی کے نامور علماء ہیں۔ صرف اور صرف تعلیم سے وابستہ ہیں۔ دونوں بڑے بڑے جامعات کے بانی ہیں۔ ساری زندگی وہ ضلعی انتظامیہ کے ہاں نہ صرف گڈ بک میں رہے بلکہ ضلعی امن کمیٹی کے ممبر رہے اور اب بھی ہیں۔ ایک جلسہ کے اشتہار میں نام تھا۔ وہ حضرات اس جلسہ میں شریک بھی نہیں ہوئے۔ کسی عقلمند نے وہاں قابل اعتراض

نعرہ لگا دیا تو ڈی.پی.او صاحب نے تمام اختیارات سمیت یہ ایکشن لیا کہ اشتہار میں جن جن کا نام تھا غلط یا صحیح، حاضر و غیر حاضر سب پر کیس بنا دیا گیا اور یہ کہ ان حضرات کو فورتھ شیڈول میں بھی ڈال دیا گیا۔ محض اس لئے کہ یہ ہوا کہ ڈی.پی.او صاحب صوبائی مقتدر شریفوں کے منظور نظر تھے۔ وہ ضلع کے مالک الملک بنا دیئے گئے۔ ان کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر لفظ قانون اور ان کا فرمایا ہوا وحی کا درجہ قرار پایا۔ ہزاروں لوگوں کو فورتھ شیڈول میں ڈالا گیا تو ان کی بچیوں، بیٹیوں کا نام، پتے، فون تک پولیس ورکروں نے حاصل کئے۔ محترمہ مریم نواز اگر کسی کی بیٹی ہیں، محترمہ کلثوم نواز کسی کی ماں اور بہن ہیں تو ان بچیوں، بیٹیوں کے متعلق کیا گمان ہے کہ وہ سوکھے تنکے کی طرح بے قدر تھی۔ وہ کسی کی بہن، ماں نہ تھیں؟ اگر تھیں تو یہ جو ظلم ہوا اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟

بعض حضرات میاں صاحب کی برطرفی کو ممتاز قادری کے کیس کے مکافات عمل سے تعبیر کر رہے ہیں۔ بعض حضرات نواز شریف کی بے جا ضد اور غیر معمولی خودداری یا تکبر و رعونت کا صلہ قرار دے رہے ہیں۔ ان تمام باتوں میں بہرحال یہ تو طے ہے کہ محترم میاں صاحب پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کے سربراہ اور پاکستان ایسے اسلامی ملک کے مقتدر اعلیٰ ہونے کے باوجود آنجناب نے بعض ایسے اقدامات کئے جو کسی بھی مسلمان سے متوقع نہ تھے۔ اقتدار سے ہٹنے کے ظاہری عوامل کے ساتھ ساتھ اگر باطنی عوامل پر بھی غور کر لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ مثلاً:

۱...... پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ بانی پاکستان دوقومی نظریہ کے منادو داعی تھے۔ مگر میاں صاحب نے پاکستان کو لبرل ملک بنانے کا دعویٰ کر کے اسلام کے جوا کو پاکستان کی گردن سے نکال پھینکنے کا مژدہ سنایا۔

۲...... آپ نے حرم نبوی ﷺ میں وعدہ کے علی الرغم سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔ اپیل دائر کی۔ گزشتہ پچیس سال سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو غیر مؤثر کر کے سود کے مسئلہ پر خدا تعالیٰ سے جنگ کی۔

۳...... قومی اسمبلی کی منظور کردہ جمعہ کی چھٹی کو اتوار کی چھٹی سے بدل کر پاکستان کے اسلامی تشخص کو دھندلا بلکہ کالا اور سیاہ کالا کیا۔

۴...... رحمت عالم ﷺ کے باغی گروہ قادیانیوں کو اپنا بھائی قرار دیا۔ جس پر کسی دل دکھے نے رو رو کر کہا کہ اگر قادیانی، نواز شریف کے بھائی ہیں تو مرزا قادیانی، نواز شریف کا کیا لگتا تھا؟

۵...... نظریہ پاکستان کے خالق علامہ اقبال نے جواہر لال نہرو کے نام ایک خط میں قادیانیوں کو ملک

واسلام کا غدار قرار دیا۔ قادیانیوں کے نفس ناطقہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کو لعنتی ملک کہا اور نواز شریف نے علامہ اقبال کے فرمودہ اور اپنی حب الوطنی کو خیرباد کہتے ہوئے عبدالسلام قادیانی کے نام پر ایک سائنس کے ادارہ کا نام رکھا۔

۶...... چھوٹے میاں صاحب نے چن چن کر قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ (جیسے خدا بخش نتھوکہ قادیانی، طاہر الحسن قادیانی وغیرہ)

۷...... جناب میاں صاحبان کے عہد اقتدار میں دوالمیال کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے سامنے جھکانے کے لئے مسلمانوں کی ضمانتیں نہ ہونے دیں۔ جج کا دور دراز تبادلہ کیا۔ اسامی کو خالی رکھا تاکہ مسلمان ضمانتیں نہ کرا سکیں۔ گویا مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قادیانی فتنہ کے جنم لینے سے بھی پہلے بننے والی مسجد کو تھالی میں رکھ کر قادیانیوں کو دینے کی راہیں ہموار کی گئیں۔

ان سات مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ''ستے خیراں'' نواز شریف کے اب حصہ میں آئی ہیں تو ان کے یہ باطنی عوامل بھی لائق توجہ ہیں۔ دینی قوتوں کے لئے مشکل یہ ہے کہ کیا وہ عمران خان کی تائید کریں یا زرداری صاحب کی؟ دونوں حضرات ایک دوسرے سے آگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذکورہ زیادتیوں کے باوجود دینی قوتوں نے جناب نواز شریف کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اب بھی سروقدان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کوئی کلام نہیں کہ محترم نواز شریف نے ملک کو ترقی کی راہ پر ڈالا۔ لوڈشیڈنگ پر قابو پانے کے موثر ذرائع اختیار کئے۔ بدامنی، دہشت گردی، انتہاء پسندی، فرقہ پرستی کے ملعون جن کو بوتل میں بند کیا۔ اس میں بھی کوئی دورائے نہیں کہ دینی اور تاجر برادری کے ووٹ نواز شریف کو ملے۔ مگر آنجناب نے بدلے میں ود ہولڈنگ ٹیکس سے تاجروں کے احسان کا بدلا چکایا اور مذکورہ بالا اقدامات سے دینی قوتوں کو احسان کا مزہ چکھایا۔

محترم میاں نواز شریف! وہ کمینہ شخص ہوتا ہے جو کسی کو مشکل میں پھنسا دیکھ کر خوشیاں منائے جو ایسا کر رہے ہیں غلط کر رہے ہیں۔ لیکن آپ بھی اپنی اداؤں پر غور کریں گے تو یقین فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کو انابت بخشنے والا اور غفور الرحیم پائیں گے۔ وہی رحیم وکریم ذات ہمارے ملک پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے بے وفائی کسی بھی مسلمان کے لئے قطعاً مفید نہیں۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

تندی باد مخالف کے باوصف دین حق کا چراغ جلتا رہتا ہے
وزارتوں کے مقدر پہ ناچنے والو، وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

مناقب ذوالنورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی ہے۔ عبد مناف پر آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ کی شہادت ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ اسی مناسبت سے آپ کے چند مناقب ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں:

”حضرت عائشہ □ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کسی ضرورت سے) حضور ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ ایسے حال میں کہ آپ ﷺ میرے بستر پر میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دلوادی اور آپ جس طرح لیٹے ہوئے تھے اسی طرح لیٹے رہے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور) جو ضروری بات ان کو کرنا تھی کر کے چلے گئے۔ پھر (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ان کو بھی آپ نے اجازت دلوادی (وہ آئے) اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے۔ (یعنی جس طرح میرے بستر پر چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے اسی طرح لیٹے رہے) پھر وہ بھی اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے۔ پھر (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ اپنے کپڑوں کو اچھی طرح درست فرمالیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اپنے کپڑے (چادر وغیرہ) پوری طرح اوڑھ لو۔ اس کے بعد آپ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دلوادی۔ (وہ آپ کے پاس آگئے) اور جو ضروری بات کرنے کے لئے آئے تھے کر کے چلے گئے۔

(حضرت عائشہ □ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے جیسا اہتمام (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے کیا ویسا اہتمام (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ و (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان ایسے آدمی ہیں کہ ان پر (فطری طور پر) صفت حیا کا غلبہ ہے۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت میں بلالیا جس میں میں تھا (کہ تمہاری چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا) تو وہ (فرط حیا کی وجہ سے جلدی واپس چلے جائیں اور وہ) ضروری بات نہ کرسکیں۔ جس کے لئے وہ آئے تھے۔ (اس لئے میں نے ان کے لئے وہ اہتمام کیا جو تم نے دیکھا)“ (صحیح مسلم)

حدیث کی ضروری تشریح ترجمہ کے ضمن ہی میں کر دی گئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر صفت حیا کا کس قدر غلبہ تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے۔

صحیح مسلم کی اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ □ کے سوال کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا:''الا استحی من رجل تستحی منه الملائکة '' کیا میں ایسے بندہ خدا کا لحاظ نہ کروں جس کا فرشتے بھی لحاظ کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ بظاہر یہ واقعہ اس زمانے کا ہے کہ حجاب (یعنی پردہ) کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سیدنا عمر ؓ بھی سیدہ عائشہ □ کے لئے غیر محرم تھے۔ ان کے آنے پر حضور ﷺ نے سیدہ عائشہ □ کو اچھی طرح کپڑے اوڑھ لینے کا حکم نہیں فرمایا جو سیدنا عثمان ؓ کے آنے پر فرمایا۔

اسی طرح ترمذی شریف میں ہے کہ:''حضرت عبدالرحمٰن بن خباب ؓ کی روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ (منبر پر تشریف فرما تھے اور) جیش العسرہ (غزوہ تبوک) کے لئے مدد کرنے کی لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے تو عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ذمہ ہیں ایک سو اونٹ مع نمدوں اور کجاوؤں (سازوسامان) کے فی سبیل اللہ۔

(حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن خباب بیان فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی مدد کے لئے لوگوں کو ترغیب دی تو پھر عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ذمہ ہیں (مزید) دو سو اونٹ مع نمدوں اور کجاوؤں کے فی سبیل اللہ۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی امداد کے لئے اپیل فرمائی اور ترغیب دی تو پھر (تیسری مرتبہ) عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمہ ہیں (مزید) تین سو اونٹ مع نمدوں اور کجاوؤں کے فی سبیل اللہ۔

(راوی کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے ہوئے فرما رہے تھے:''ما علی عثمان ما عمل بعد هذه '' ﴿عثمان اپنے اس عمل اور اس مالی قربانی کے بعد جو بھی کریں اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔﴾ یہ بات آپ ﷺ نے مکرر ارشاد فرمائی۔'' (جامع ترمذی)

فتح مکہ کے اگلے سال ۹ ہجری میں بعض اطلاعات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ ملک شام کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ فرمایا۔ یہ سفر مقام تبوک تک ہوا جو اس وقت کے ملک شام کی سرحد کے اندر تھا۔ وہاں لشکر کا پڑاؤ قریباً بیس دن تک رہا۔ جس مقصد سے دور دراز کا یہ سفر کیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے جنگ و قتال کے بغیر ہی صرف تبوک تک پہنچنے اور وہاں بیس روزہ قیام ہی سے حاصل ہو گیا تو وہیں سے واپسی کا فیصلہ فرما لیا گیا۔ اس وجہ سے یہ غزوہ، غزوہ تبوک کے نام سے معروف ہو گیا۔ حدیث میں اس لشکر کو جیش العسرہ فرمایا گیا ہے۔ عسرہ کے معنی ہیں تنگ حالی اور سخت حالی۔ یہ سفر ایسے حال میں کیا گیا تھا کہ مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس میں قحط اور پیداوار کی بہت کمی کی وجہ سے بہت تنگ حالی تھی۔ موسم سخت گرمی کا تھا۔ لشکریوں کی تعداد اس زمانے کے لحاظ سے بہت غیر معمولی تھی۔ (روایات میں

تمیں ہزار ذکر کی گئی ہے) سواریاں یعنی اونٹ اور گھوڑے بہت کم تھے۔ زادراہ یعنی کھانے پینے کا سامان بھی لشکریوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت ہی کم تھا۔ انہی وجوہ سے اس غزوہ کو جیش العسرہ کہا گیا ہے۔

اسی غیر معمولی صورت حال کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ کے لئے لوگوں کو مالی و جانی قربانی کی اس طرح ترغیب دی جو غزوات کے سلسلہ میں آپ کا عام معمول نہ تھا۔ حضرت عثمان ؓ نے اس لشکر کی امداد واعانت میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔

ابن خباب کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ترغیب پر انہوں نے چھ سو اونٹ مع ساز و سامان کے پیش فرمائے۔ شارحین حدیث نے بعض دوسری روایات کی بنیاد پر لکھا ہے کہ ان چھ سو کے علاوہ انہوں نے ساڑھے تین سو اونٹ اور پیش کئے۔ اس طرح ان کے پیش کئے ہوئے اونٹوں کی تعداد ساڑھے نو سو ہوئی۔ ان کے علاوہ پچاس گھوڑے بھی پیش کئے۔ آگے درج ہونے والی حدیث سے معلوم ہوگا کہ اونٹوں، گھوڑوں کے علاوہ حضرت عثمان ؓ نے ایک ہزار اشرفیاں بھی لا کر حضور ﷺ کی گود میں ڈال دیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے ان عطیات کو قبول فرما کر مجمع عام میں یہ بشارت سنائی اور بار بار فرمایا: ’’ما علی عثمان ما عمل بعد هذه‘‘ مطلب یہ ہے کہ جنت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے عثمان کا یہی عمل اور یہی مالی قربانی کافی ہے۔ جب ان حالات کا تصور کیا جائے جن کی وجہ سے اس لشکر کو جیش العسرہ کہا گیا ہے تو حضرت عثمان ؓ کی اس مالی قربانی کی قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

’’حضرت عبدالرحمٰن بن سمرة ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت جیش عسرہ کے لئے ضروریات کا انتظام اور سامان کر رہے تھے تو عثمان اپنی آستین میں ایک ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر آئے اور وہ اشرفیاں حضور ﷺ کی گود میں ڈال دیں۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ ان کو اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ’’ماضر عثمان ما عمل بعد اليوم‘‘ یعنی آج کے دن کے بعد عثمان جو کچھ بھی کریں اس سے ان کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچے گا۔‘‘ (مسند احمد)

حضرت عثمان ؓ کی پیش کی ہوئی اشرفیوں کو حضرت عثمان ؓ اور دوسرے لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کا اپنی گود میں الٹنا پلٹنا بظاہر اپنی قلبی مسرت کے اظہار کے لئے تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب ؓ کی مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کی اپیل پر جب حضرت عثمان ؓ نے مجاہدین کے لئے اونٹوں کی پیش کش کی تھی اس وقت بھی حضور ﷺ نے ان کو ایسی ہی بشارت دی تھی اور بار بار فرمایا تھا: ’’ما علی عثمان ماعمل بعد هذه‘‘ مومنین صادقین کو اس طرح کی بشارتیں دنیا آخرت کی فکر اور اس کے لئے سعی و عمل سے ان کو غافل نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا جوئی میں اضافہ کا اور مزید دینی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ رضی اللہ عنه و ارضاه!

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:28

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۶۱...... محرز بن نضلۃ بن عبداللہ الاسدیؓ

آپ کی کنیت ابونضلۃ تھی۔ آپ کا رنگ سفید اور چہرہ خوبصورت تھا۔ آپ کا لقب فہیرہ تھا اور اخرم الاسدی کے عرف سے جانے جاتے تھے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں شرکت کی۔ غزوۂ ذی قرد میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ غزوہ سن ۵ ہجری میں واقع ہوا۔ آپ کو مسعدہ بن حکم بن مالک نے شہید کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس تھی۔ (ابن ہشام ۲/۳۳۵)

۲۶۲...... محرز بن عامر بن مالک الخزرجیؓ

آپ کی والدہ کا نام سعدی بنت خیثمہ تھا جو کہ سعد بن خیثمہ کی بہن تھیں۔ محرز بن عامرؓ غزوۂ بدر کے لئے قافلہ میں شریک تھے۔ لیکن جس دن رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کی طرف کوچ فرمانا تھا اسی صبح وفات پا گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا جو فی الحقیقت جنگ میں شریک ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۱۱)

۲۶۳...... محمد ابن سلمہ بن خالدؓ

آنجناب کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ غزوہ بدر، احد سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ سوائے غزوہ تبوک کے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے معروف یہودی سردار گستاخ رسول کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا۔ سرور کائنات ﷺ نے غالباً غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے انہیں مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے غزوہ قرقرۃ الکدر میں مدینہ منورہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے انہیں جہینہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر فرمایا تھا۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ محمد ابن مسلمہ نے فرمایا کہ: ’’حضور ﷺ نے انہیں ایک تلوار عطاء فرمائی تھی اور فرمایا کہ اس تلوار کے ساتھ مشرکین سے قتال کرنا۔ جب مسلمانوں میں باہمی اختلاف ہوجائے تو اسے توڑ دینا اور اپنے گھر میں محبوس ہوجانا۔‘‘ آپ مدینہ منورہ میں ۳۶ھ تا ۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ (ابن ہشام ۲/۳۲۳)

۲۶۴...... مدلج ابن عمرو الاسدی مولیٰ قریش

آپ بنوعبدشمس کے حلیفوں میں سے تھے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ان کا نام مدلاج ابن عمرو تھا۔ آپ

اپنے بھائیوں ثقف، مالک کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی آپ سرور عالم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ پچاس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ۹۸/۳)

۲۶۵...... مرارہ ابن ربیع ابن عمرو الاوسی الانصاریؓ

بعض فرماتے ہیں کہ ان کے والد کا نام ربیع کے بجائے ربیعہ تھا۔ آپ غزوہ بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔ نیز ان تین صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوسکے اور ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا: توبہ: ۱۱۸'' باقی دو کا نام کعب بن مالک اور ہلال ابن امیہ تھا۔ (اسد الغابہ ۱۴۰/۵)

۲۶۶...... مرثد ابن ابی مرثد ابن الحصین الغنوی مولیٰ قریش

یہ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ ابن عبدالمطلبؓ کے حلیف تھے۔ سرور دو عالم ﷺ نے ان کی مواخات حضرت عبادہ بن صامتؓ کے بھائی اوس بن صامت سے کرائی۔ حضرت مرثد اپنے والد محترم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر کے دن اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر شریک جنگ ہوئے۔ نیز غزوہ احد میں بھی شرکت فرمائی۔ غزوۃ الرجیع میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ اس سریہ کے امیر تھے۔ سرور کائنات ﷺ نے آپ اور ابن الیاسؓ کو پچاس وسق کھجور عطاء فرمائی۔ آپ چونکہ بہت طاقتور تھے۔ اس لئے مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو اٹھا کر مدینہ طیبہ لاتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک خاتون سے جہالت کے زمانہ میں مراسم تھے۔ اسلام قبول کرنے اور ہجرت کے بعد اس خاتون سے نکاح کی اجازت مانگی تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''الزانی لاینکح الازانیۃ او مشرکۃ'' آپ اس لشکر کے کمانڈر تھے جسے رسول اللہ ﷺ نے رجیع کی طرف روانہ کیا تھا۔ یہ واقعہ ۳ ہجری ماہ صفر الخیر میں پیش آیا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس دستہ کی کمان حضرت عاصم ابن ثابتؓ کے ہاتھ میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری کامیابی نماز کی قبولیت میں ہے۔ لہٰذا تم اپنے میں سے بہترین آدمی امام مقرر کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا سالار وفد ہے۔'' (اسد الغابہ ۱۴۳/۵)

۲۶۷...... مسطح ابن عباد القریش المطلبی

آپ کی کنیت ابو عباد تھی اور آپ کی والدہ محترمہ کی کنیت ام مسطح تھی۔ ام مسطح کی والدہ محترمہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خالہ تھیں۔ واقعہ افک میں مسطح بھی پروپیگنڈہ میں شامل ہوگئے۔ ام مسطح کا مشہور جملہ ''حلک مسطح'' یعنی مسطح ہلاک ہوگیا۔ اس پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے انہیں ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ مسطح تو شرکائے بدر میں سے ہیں۔ اس پر مسطح کی والدہ محترمہ نے پورا واقعہ ام المومنینؓ کو سنایا۔ آپ کی مواخات زید بن مزین

سے کرائی گئی۔ نیز حضرت صدیق اکبرؓ نے واقعہ افک کے اسی پروپیگنڈہ کی وجہ سے حضرت مسطح کے ساتھ جو مالی تعاون فرماتے تھے اس مالی تعاون کرنے سے انکار کردیا تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی: ’’ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ‘‘ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کا وظیفہ جاری فرمادیا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کا نام عوف تھا اور مسطح لقب تھا۔ آپ نے ۳۴ ہجری میں ۵۶ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ۵/۱۶۴)

۲۶۸...... مسعود بن اوس ابن زید الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی والدہ محترمہ عمرۃ بنت مسعود بن قیس تھیں۔ آپ اپنے بھائی ابوخزیمہ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی احد وخندق سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ حضرت مسعود فتح مصر میں بھی شامل تھے۔ نیز وتر کے واجب ہونے کے قائل تھے۔ ابن کلبی کی رائے ہے کہ آپ خلافت عمرؓ کے زمانہ کے بعد بھی کافی عرصہ زندہ رہے اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے۔ (اسد الغابہ۵/۱۶۸)

۲۶۹...... مسعود ابن خلدۃ ابن عامر الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام انیسہ بنت قیس تھا۔ مسعود غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ جبکہ غزوہ خیبر کے موقع پر جام شہادت نوش فرمایا۔ (ابن ہشام۲/۳۵۹)

۲۷۰...... مسعود ابن ربیعہ بن عمرو

آپ کی کنیت ابوعمیر تھی۔ سرور دو عالم ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے آپ کی موخات عبید بن تیہان کے ساتھ کرائی۔ آپ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں سرکار دو عالم ﷺ کے شریک رہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں لاولد فوت ہوئے۔

(ابن ہشام۲/۳۲۷)

حکمت

ایک بار سکندر اعظم اپنے استاذ کے ساتھ جا رہا تھا کہ راستہ میں گہرا دریا آ گیا۔ استاذ نے کہا کہ پہلے میں دریا عبور کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں ڈوب بھی گیا تو خیر ہے لیکن سکندر اعظم کو زندہ رہنا چاہئے۔ سکندر اعظم دنیا کی ضرورت ہے۔ سکندر مسکرایا اور آگے بڑھ گیا اور کہا سکندر سے زیادہ استاذ کی زندگی اہم ہے کیونکہ سکندر استاذ پیدا نہیں کرسکتا مگر ایک استاذ کئی سکندر پیدا کرسکتا ہے۔

عہد رسالت کا ایک دلچسپ واقعہ

محمد سعید علوی

دوران سفر ایک روز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے کھانا وغیرہ پکایا۔ مگر خود کسی کام سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک صحابیؓ کو بے تحاشہ بھوک لگی۔ انہوں نے کھانے کے نگران سے کہا بھائی! کم ازکم مجھے ایک روٹی دے دو۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ مجھ سے تو اٹھا بھی نہیں جاتا۔ نگران نے کہا جب تک امیر نہیں آئیں گے اور ان کی اجازت نہیں ہوگی تو میں کھانا نہیں دوں گا۔ انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ بھائی مجھ پر ضعف طاری ہورہا ہے۔ بھوک ستارہی ہے۔ ایک آدھ روٹی دے دو۔ کچھ سہارا ہو جائے گا۔ انہوں نے پھر انکار کیا اور ان کو روٹی نہیں دی تو صحابہؓ جیسے مقدس تھے ویسے ہی ان کے اندر خوش طبعی بھی ہوتی تھی۔ فرمایا: اچھا میں تجھے سمجھوں گا نہ دے تو روٹی۔

اسی حال میں بھوکے بیٹھے رہے۔ کچھ دیر کے بعد جنگل کی طرف اٹھ کر چلے۔ اچانک دیکھا کہ ایک دیہاتی اونٹ پر بیٹھا ہوا آرہا ہے۔ وہ گاؤں کا سردار تھا۔ لباس سے ہی معلوم ہورہا تھا کہ کوئی گاؤں کا بڑا آدمی ہے اور اچھی خاصی بڑی عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آرہا ہے۔ ان صحابیؓ نے کہا چوہدری صاحب! کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنا ہے کھیتی باڑی کے کام کے لئے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس غلام موجود ہے اور پانچ سو درہم میں بیچ سکتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے کہا پانچ سو درہم کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر غلام اچھا ہے۔ انہوں نے کہا بہت سمجھدار ہے۔ معاملہ طے ہوگیا اور پانچ سو درہم لے کر اشارہ ان کی طرف کیا جنہوں نے روٹی نہیں دی تھی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو جاکر پکڑ لو اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے دماغ میں تھوڑی سی سنک ہے۔ جب کوئی پکڑنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں غلام کب ہوں؟ میں تو آزاد ہوں۔ اس کا خیال نہ کرنا۔ انہوں نے کہا میں سمجھ گیا کہ دماغ میں خرابی ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے مزید بھی کہا کہ چلائے گا بھی کہ میں غلام کب ہوں؟ میں تو حر ہوں۔ آزاد ہوں۔ اس کا بھی خیال نہ کرنا۔ یہ اس کی عادت ہے۔ انہوں نے کہا میں سمجھ گیا۔

چوہدری صاحب نے جاکر پکڑا اور کہا کہ چل میرے ساتھ۔ اس نے کہا کہ کہاں چلوں؟ چوہدری صاحب نے کہا کہ میرے گھر۔ اس نے کہا کہ کیوں؟ کہنے لگا کہ میں نے تجھے خریدا ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ میں غلام نہیں ہوں۔ میں تو آزاد ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تیری عادت یہی ہے۔ اب یہ چلاتا رہا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ حر ہوں۔ مگر چوہدری صاحب نے ایک نہ سنی۔ چوہدری صاحب چونکہ طاقتور

تھے۔ زبردستی اٹھا کر اونٹ پر سوار کیا اور لے جانا شروع کیا اور اس نے ہائے وائے شروع کی کہ مجھے غلام بنادیا۔ میں تو آزاد ہوں۔ اس نے کہا کہ میں تیری ساری داستان سن چکا ہوں۔ تیری عادت ہی یہ ہے۔ ادھر سے صدیق اکبرؓ چلے آرہے تھے۔ ان کو دیکھ کر وہ صحابیؓ چلائے کہ امیرالمؤمنین! میرا ناطقہ بند کردیا ہے اور مجھے غلام بنادیا ہے اور یہ چوہدری مجھے لئے جارہا ہے۔ صدیق اکبرؓ کا سبھی لوگ احترام کرتے تھے۔ چوہدری سواری سے اترا اور سلام عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میرا ساتھی ہے۔ اسے تو کہاں لئے جارہا ہے؟ کہنے لگا حضرت جی! میں نے تو اسے پانچ سو درہم میں خریدا ہے۔ فرمایا کہ یہ غلام نہیں۔ یہ آزاد ہے۔ یہ کس نے بیچا ہے؟ اشارہ کیا کہ فلاں صاحب نے بیچا ہے۔ میں نے رقم بھی ان کو ہی دی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ غلام موجود ہے۔ لے جاؤ!

حضرت صدیق اکبرؓ سمجھ گئے کہ کسی نے مذاق کیا ہے ان کے ساتھ۔ جب مذاق کرنے والے صحابیؓ واپس آئے تو انہوں نے آنکھ سے اشارہ کرکے کہا کہ اب کہو کیا حال ہے؟ تو نے مجھے روٹی سے عاجز کر رکھا تھا۔ اب بتا؟ جب سیدنا صدیق اکبرؓ تک پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ بھائی آدھی روٹی ہی دے دو کچھ سہارا ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ جب تک امیر نہیں آئیں گے میں نہیں دوں گا۔ تو میں نے بھی ایک مذاق کیا کہ اس کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ بہت ہنسے۔ وہ پانچ سو درہم واپس کئے گئے تب اس کی گلوخلاصی ہوئی۔ یہ واقعہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے سنایا گیا تو آپ ﷺ بھی مسکرائے اور منہ پر رومال رکھ لیا۔ جب بھی اس واقعہ کا ذکر آتا تو حضور اقدس ﷺ مسکراتے اور منہ پر رومال رکھ لیتے۔ گویا یہ عجیب لطیفہ بن گیا۔ (مجالس حکیم الاسلام)

درس ختم نبوت جوہر آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جوہر آباد کے زیر اہتمام ۲۵؍جولائی بروز منگل بعد نماز مغرب مدرسہ محمدیہ صدیقیہ شبیر کالونی جوہر آباد میں درس ختم نبوت حضرت حافظ عبدالغفور کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاری سعید الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہدیہ نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد عثمان افضل نے پیش کیا۔ نقابت کے فرائض قاری محمد عرفان نے سرانجام دیے۔ پروگرام سے خوشاب کے مبلغ مولانا محمد نعیم اور مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ پروگرام میں مولانا مفتی زاہد امیر مجلس جوہر آباد، مولانا محمد اسماعیل جوہر آباد، مولانا فداء الرحمٰن، مولانا قاری محمد آصف گنجیال سمیت شہر بھر اور مضافات سے کثیر تعداد نے شرکت کی۔

عیدالاضحیٰ اور قربانی ...... فضائل ومسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ

فضائل قربانی

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی۔ کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ اس سے مواظبت ثابت ہوئی جس کا مطلب ہے لگاتار کرنا۔ اس طرح اس سے وجوب ثابت ہوا۔ آپ ﷺ نے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی۔ احادیث میں بہت سی وعیدیں مذکور ہیں۔ جیسے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔‘‘

قربانی کی بہت سی فضیلتیں ہیں۔ مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے۔ زید بن ارقم ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے۔‘‘ ایک صحابی ؓ نے پوچھا: ’’ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔‘‘ اون کے متعلق فرمایا: ’’اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔‘‘

(مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: ’’قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔ مگر یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔‘‘ (طبرانی)

قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ’’قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)

قربانی کس پر واجب ہے؟

چند صورتوں میں قربانی کرنا واجب ہے:

۱...... کسی شخص نے قربانی کی منت مانی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

۲...... کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جاسکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

۳...... جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ پس

جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روزمرہ استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مال تجارت یا دیگر سامان ہو، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

مثلاً: ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں۔ ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ بشرطیکہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔

مثلاً: ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دوسرا مکان کرایہ پر دیا ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ البتہ اگر اس کا ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریات زندگی میں شمار ہوگا اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔

یا مثلاً: کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں، ایک عام استعمال کی ہے اور دوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

یا مثلاً: کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں۔ ایک اس کے سکونتی مکان کے لئے ہے اور دوسرا زائد، تو اگر اس کے دوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

عورت کا مہر معجل اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہنچتے ہوں اور اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

ایک شخص ملازم ہے۔ اس کی ماہانہ تنخواہ سے اس کے اہل وعیال کی گزر بسر ہوسکتی ہے۔ پس انداز نہیں ہوسکتی۔ اس پر قربانی واجب نہیں جب کہ اس کے پاس کوئی اور مالیت نہ ہو۔

ایک شخص کے پاس زرعی اراضی ہے۔ جس کی پیداوار سے اس کی گزراوقات ہوتی ہے۔ وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائے گی۔

ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھیاری گائے بھینس کے علاوہ اور مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

ایک شخص صاحب نصاب نہیں۔ نہ قربانی اس پر واجب ہے۔ لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو قربانی واجب ہے۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

قربانی کا وقت

۱...... بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارھویں تاریخ کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک

قربانی کا وقت ہے ان دنوں میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ لیکن پہلا دن افضل ہے۔ پھر گیارھویں تاریخ پھر بارھویں تاریخ۔

۲...... شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا تو یہ گوشت کا جانور ہوا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی۔ عید کے دن صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

۳...... اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہیں۔ مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کی جائے تو درست ہے۔

۴...... ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بہتر نہیں۔

۵...... اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے کہیں اقامت کی نیت کر لی اور وہ صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

۶...... جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے۔ اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے۔ اگر اتنی رقم صدقہ وخیرات کر دے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گنہگار رہوگا۔

۷...... جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا درست نہیں۔ اس شخص کو توبہ واستغفار کرنی چاہئے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کر دے۔

۸...... ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا۔ مگر کسی عذر کی بناء پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کر سکا تو اس کا اب صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ذبح کر کے گوشت کھانا درست نہیں۔

۹...... قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے۔ لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

۱۰...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں۔ بلکہ دل میں نیت کر لینا کافی ہے اور اگر کسی کو دعا یاد ہو تو اس کا پڑھنا مستحب ہے۔

کسی دوسرے کی طرف سے نیت کرنا

۱...... قربانی میں نیابت جائز ہے۔ یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو جائز ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم کے بغیر شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۲...... آدمی کے ذمہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا لازم نہیں۔ اگر اولاد بالغ اور مالدار ہو تو خود کرے۔

۳...... اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی کرنا لازم نہیں۔ اگر بیوی صاحب نصاب ہو تو اس کے لئے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔

۴...... جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے۔ اس کا بڑا اجر وثواب ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کی جائے۔ مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے۔ اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

چند غلطیوں کی اصلاح

۱...... بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طاقت نہ ہونے کے باوجود شرم کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ انہوں نے قربانی نہیں کی۔ محض دکھاوے کے لئے قربانی کرنا درست نہیں۔ جس سے واجب حقوق فوت ہو جائیں۔

۲...... بہت سے لوگ محض گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی نیت کر لیتے ہیں۔ اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو ان کو ثواب نہیں ملے گا اور اگر ایسے لوگوں نے کسی اور کے ساتھ حصہ رکھا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

۳...... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہو جانا کافی ہے۔ اس لئے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کر لی۔ ایک سال بیوی کی طرف سے کر دی۔ ایک سال لڑکے کی طرف سے۔ ایک سال لڑکی کی طرف سے۔ ایک سال مرحوم والد کی طرف سے، ایک سال مرحومہ والدہ کی طرف سے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً میاں بیوی اگر دونوں صاحب نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے دو قربانیاں لازم ہیں۔ اسی طرح اگر باپ بیٹا دونوں صاحب نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے رہتے ہوں مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی عمر بھر میں ایک دفعہ کر لینا کافی ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ جس طرح زکوٰۃ اور صدقہ فطر ہر سال واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر صاحب نصاب پر قربانی بھی ہر سال واجب ہے۔

جناب مفتی زاہد کے مضمون پر طائرانہ نظر

سجاد احمد خان جاون، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (ر)

حال ہی میں معاصر ماہنامہ الخیر ملتان (جنوری ۲۰۱۷ء) میں مفتی محمد زاہد کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے: ''پاکستان کا قانون توہین رسالت ﷺ اور فقہ حنفی'' اس میں محترم صاحب مضمون کی رائے ہے کہ:

۱...... فقہ حنفی میں شاتم رسول کی سزا، موت متعین ہے۔ مگر یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ وہ اس فعل سے مرتد ہوگیا ہے۔ یہ متعین سزا دراصل ارتداد کی سزا ہے۔ یعنی اس سزا کا اطلاق اس پر ہوگا۔ جو پہلے سے مسلمان ہو۔

۲...... جو شخص پہلے ہی سے غیر مسلم ہو۔ وہ ظاہر ہے کہ مرتد نہیں کہلا سکتا۔ اس متعین سزا کا اطلاق اس پر نہیں ہوگا۔

۳...... مرتد کے بارے میں فقہ حنفی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ اگر توبہ کرلے۔ اس کی توبہ نہ صرف یہ کہ قبول کی جاتی ہے بلکہ قاضی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسے توبہ کی تلقین کرنے کا انتظام کرے اور اسے اس کا موقع دے۔

۴...... عورت کو موت کی سزا، نہیں دی جائے گی۔

محترم صاحب مضمون کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے ۱۹۹۰ء میں جب یہ قانون منظور کیا تو اس میں جو جید علماء کرام، شرعی تصریحات کے لئے پیش ہوئے ان تمام نے فقہ حنفی کے نقطہ نظر ہی کی حمایت کی۔ مگر فاضل عدالت کے تمام جج صاحبان غیر عالم تھے۔ اس لئے علماء کی تصریحات کو پذیرائی نہ ملی۔ وفاقی حکومت نے شریعت اپیلٹ بنچ آف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ مگر وہ اس لئے واپس لے لی گئی کہ محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے (سابق) وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو مراسلہ لکھا کہ وہ اپیل واپس لیں۔ وگرنہ مسلمانوں کے جذبات، اس حکومت کے خلاف مشتعل ہوجائیں گے تو (سابق) وزیراعظم صاحب نے یہ اپیل واپس لینے کا حکم دیا اور کہا کہ: ''اس جرم کی سزا اگر موت سے بڑھ کر ہوتی تو وہ تجویز کی جاتی''

وزیراعظم کے اس فقرے پر صاحب مضمون کا یہ تبصرہ اس فقرے کو مسترد کردیتا ہے۔ نواز شریف کا جذبہ قابل قدر، لیکن وہ بہرحال عالم دین نہیں۔ صاحب مضمون کا خیال ہے کہ بہتر ہوتا کہ اس وقت یہ مسئلہ اپیل کے لئے سپریم کورٹ کے شریعت بنچ میں چلا جاتا۔ جہاں اس وقت مفتی محمد تقی عثانی اور پیر کرم شاہ جیسے جید علماء موجود تھے۔

صاحب مضمون کا دکھڑا یہ ہے کہ اس مسئلے میں شروع ہی سے صرف ایک نقطۂ نظر کو جو کہ یہاں کی اکثریتی فقہ سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ ایمان اور عقیدے کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

احقر العباد کی یہ کاوش، محترم مفتی صاحب کے فرمودات کے تناظر میں، توہین رسالت کے موجودہ پاکستانی قانون کا تین پہلوؤں سے جائزہ ہے۔

(۱) آئینی اور قانونی۔ (۲) شرعی۔ (۳) معروضی حالات کی حکمت۔

۱...... آئینی اور قانونی پہلو

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء میں شریعت سے متعلق درج ذیل شق ہائے موجود ہیں۔

(۱) آرٹیکل: 2-A + Chapter (۲) باب: 3-A

(۳) آرٹیکل: 227 (۴) آرٹیکل: 228

(۱) آرٹیکل 2-A: اختصاراً ریاست کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس لائق بنائے گی کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات جیسا کہ قرآن اور سنت میں واضح شدہ ہے، کے مطابق ڈھال سکیں۔

(۲) باب 3-A: اس کی رو سے وفاقی شرعی عدالت وجود میں لائی گئی۔ جس کا اختیار یہ ہے کہ وہ کسی بھی ملکی قانون کو اسلامی احکامات جیسا کہ قرآن اور سنت میں قرار دیئے گئے ہیں، سے متصادم قرار دے سکتی ہے۔ (آرٹیکل 203-D) وفاقی شرعی عدالت کے روبرو پیمانہ جس کے ذریعہ سے وہ ملکی قانون کا جائزہ لے گی۔ وہ قرآن اور سنت رسول کریم ہے۔ نہ کہ کوئی فقہ۔ عدالت عظمیٰ نے اس نکتہ کی وسعت سے تصریح کی ہوئی ہے۔ ایک معروف مقدمہ میں عدالت عظمیٰ کے دو فقرے ملاحظہ کے لئے۔ ''شرعی احکامات''، وفاقی شرعی عدالت کی صوابدید پر نہیں چھوڑ دیئے گئے۔ نہ ہی کسی فرد کے تصور پر، بلکہ پوری وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ احکامات، جو قرآن اور سنت میں وضع کئے گئے ہیں۔

اسلام کے ضمیر اور خمیر سے موافقت رکھتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت، شرعی احکامات کی مناسب طور پر تصریح کرسکتی ہے اور جدید ضروریات کو پورا کرسکتی ہے۔ وقتاً فوقتاً یا موجودہ وقت کے لئے جیسی ضرورت ہو۔ (PLD 1986 SC 240)

اس عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بنچ میں دائر کی جاسکتی ہے۔

وفاقی شرعی عدالت جس قانون کو شرعی احکام سے متصادم قرار دے دے۔ اس کے فیصلہ میں مقررہ مدت کے اندر تمام حکومتیں پابند ہیں کہ وہ قانون میں ترمیم کرلیں یا بصورت اپیل۔ اپیل کا فیصلہ ہونے کے بعد پابند ہیں کہ وہ فیصلہ کے مطابق متعلقہ قانون میں ترمیم کرسکیں۔ اگر متعلقہ حکومت ترمیم نہ بھی کرے تو عدالت کے

فیصلہ کی تاریخ سے وہ قانون جسے اسلامی احکامات سے متصادم قرار دیا گیا ہے از خود غیر مؤثر ہوجائے گا۔

(۳) آرٹیکل 227: کی رو سے ریاست کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ تمام قوانین کو اسلامی احکامات جیسا کہ وہ قرآن اور سنت میں وضع کئے گئے ہیں کے مطابق بنائے اور یہ کہ کوئی بھی نیا قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو۔

تشریح: شخصی قوانین میں قرآن اور سنت سے مراد وہ تعبیر ہوگی جو متعلقہ اشخاص کی فقہ کے مطابق ہو۔

(۴) آرٹیکل 228: اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کے لئے ریاست کو پابند کرتا ہے جو کونسل تمام متعلقہ حکومتوں کو مشورے دے گی کہ کس طرح عوام کو دینی زندگی گزارنے کے لئے حوصلہ افزائی کی جائے۔ اسلام سے متصادم قوانین کو کس طرح تبدیل کیا جائے یا کہ پارلیمنٹ کی راہ نمائی کرے کہ آیا کوئی قانون اسلام سے متصادم ہے یا کہ نہیں۔

درخواست ہے کہ ان آئینی ضوابط پر باردگر نظر ڈال کر، محترم قاری کو عرض کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص بھی یہ نتیجہ اخذ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ماسوائے اس کے کہ: ”ریاستی قوانین کا انحصار اوّلاً و آخراً قرآن اور سنت کے وضع کردہ احکام ہیں۔ اس میں کسی فقہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔“

فقہ کا دخل محض آرٹیکل 227 میں ہے کہ تمام قوانین کو اسلام کی مطابقت میں ڈھالا جائے گا اور کوئی نیا قانون، اسلام سے متصادم نہیں وضع کیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن اور سنت میں وضع کیا گیا ہے۔ جہاں تک شخصی قوانین کا تعلق ہے (از قسم شادی، نکاح، حق مہر، طلاق، نفقہ، وقف، ہبہ، وراثت وغیرہ) تو قرآن اور سنت سے مراد ہوگی کہ وہ تعبیر جو متعلقہ اشخاص کی فقہ کے موافق ہو۔ قانون توہین رسالت ایک ریاستی قانون ہے نہ کہ شخصی قانون۔ اس کو اس کے لئے کسی فقہ کے تحت کرنا، موجودہ آئینی ضوابط میں ممکن ہی نہیں ہے۔

۲......شرعی پہلو

شریعت اسلامی میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں: (۱) حدود۔ (۲) قصاص۔ (۳) تعزیر۔

حدود: تین حد، ایسی ہیں جن پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ بدکاری، قذف، سرقہ جب کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ حد صرف وہ شرعی سزا ہے جو قرآن سے ثابت ہے۔ ایسی سزائیں پانچ ہیں۔ (۱) بدکاری۔ (۲) سرقہ۔ (۳) شراب۔ (۴) راہزنی۔ (۵) قذف۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ ایسے جرائم سات ہیں: (۱) جراحات (زخم لگانا)۔ (۲) بغاوت۔ (۳) ارتداد۔ (۴) بدکاری۔ (۵) قذف۔ (۶) چوری۔ (۷) شراب نوشی۔

مالکیہ کے نزدیک ان جرائم کی آٹھ صورتیں ہیں: (۱) اتلاف جان۔ (۲) بغاوت۔ (۳) ارتداد۔ (۴) زنا۔ (۵) تہمت۔ (۶) چوری۔ (۷) مار پیٹ۔ (۸) شراب نوشی۔

قصاص: سزا کی دوسری قسم قصاص ہے۔ قصاص کے لغوی معنی یکسانیت کے ہیں۔ یعنی ملزم کے

ساتھ وہی سلوک کیا جائے جیسا اس کا جرم ہے۔ یعنی ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان۔

تعزیر: عزر کا مصدر ہے۔ عزر کے معنی ہیں روک دینا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تعزیر أسزا سے مراد ایسی سرزنش ہے جو کہ کسی فعل کو دوبارہ کرنے سے مانع ہو۔ پس جب کوئی شخص ایسا فعل کرے جس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ نہ قصاص مقرر ہے۔ تو حاکم کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس شخص کے لئے ایسی سزا مقرر کرے جو اس شخص کو فعل کے تکرار سے باز رکھے۔

(تفصیل ملاحظہ ہو، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ از عبدالرحمن جزیری، طبع شدہ محکمہ اوقاف، پنجاب)

فقہ حنفی میں معتبر قول توہین رسالت کی سزا کے حد ہونے کا ہے۔

دیگر آراء: علامہ شامی ؒ نے لکھا ہے کہ مرتد (چونکہ موہن، اس فعل سے مرتد ہوگیا ہے) کو ''حد'' کے طور پر قتل کیا جائے گا۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام ج۲ص۵۳)

یہی رائے علامہ حصکفی ؒ نے بھی صراحت فرمائی۔ (الدرالمختار ج۴ص۲۳۱)

اس تفصیل سے کوئی دیگر نتیجہ اخذ کرنا ممکن نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے کہ فقہ کی اصولی بنیاد پر توہین رسالت کی سزا، نہ حد میں آتی ہے نہ قصاص میں۔ بلکہ یہ تعزیر میں آتی ہے۔ البتہ انفرادی آراء مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔ لیکن فقہ کی اصولی بنیادوں پر پرکھا جائے تو یہی نتیجہ ناگزیر ہے۔

۳...... معروضی حالات کی حکمت

تعزیر کے اطلاق کے لئے اور تعین کے لئے ریاست معروضی حالات کو نگاہ میں رکھے گی۔ ایک روایت میں ہے: ''یکون المؤمن بصیراً بزمانہ'' مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ زمانے کا شعور رکھتا ہو۔

اس وقت زمانے کی تصویر یہ ہے کہ تمام کی تمام غیرمسلم دنیا، ایک ہی نکتہ پر اتفاق کر چکی ہے کہ اسلام کا انہدام کیا جائے۔ اس کے لئے ان کی بڑے بڑے عقلی اور مادی سرمائے جمع ہوگئے ہیں۔ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مسلم جوان بھی پروپیگنڈا کے سیلاب میں بہتے جارہے ہیں۔ پچھلے دنوں بلاگرز کا معاملہ، سامنے آیا۔ صرف ایک مقدمہ کی داستان کے لئے زحمت مطالعہ مقدمہ نمبر۱۰۳/۱۳، تھانہ الپہ، ملتان کا مجرم جنید حفیظ بعمر ۲۷/۲۶ ایک سال کے لئے ***Full Bright Programe*** کے تحت پاکستان سے امریکہ گیا۔ واپس آیا تو وہ مذہبی جوان سے جنونی مذہب دشمن جوان بن چکا تھا۔ اس نے فیس بک پر اپنے دو صفحات بنائے۔ بنام (۱) ملا منافق۔ (۲) پاکستان کے نام نہاد لبرلز۔ ہر دو صفحات پر پروردگار عالم رسول اللہ ﷺ، ازواج مطہرات ؓ، صحابہ کرام ؓ، اہل بیت ؓ ودیگر دینی شخصیات اور دینی شعار پر وہ اس قدر غلیظ مواد لکھتا تھا کہ اس کی بدبو سے دماغ پھٹتے ہیں۔ ۱۳؍مارچ ۲۰۱۳ء کو وہ گرفتا ہوا تو گرفتاری کے بعد ملتان پولیس کی ۵رکنی تفتیشی ٹیم کے روبرو پیش ہوا اور اس کے لیپ ٹاپ سے جو مواد برآمد کیا گیا اس کے

بارے میں ایس. پی (تفتیش) سے استفسار کیا گیا کہ وہ کیا مواد ہے تو ایس. پی نے فرمایا کہ اس کے تعفن سے زمین اور آسمان کا خلا بھر گیا ہے۔ ہم میں ہمت نہیں کہ اسے دہرا سکیں۔ فائل جا کر پڑھ لی جائے۔ عدالتوں میں بھی گفتگو کرتے ہوئے، وکلاء صاحبان، جج صاحبان سے کہتے کہ اس مواد کا تکرار کرنا، بھری عدالت میں ممکن نہیں ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔

اس کارکردگی کے زینے پر چڑھ کر یہ جنید حفیظ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں عبوری لیکچرار بھی مقرر ہوگیا تھا۔ جب کہ اس کے اساتذہ کو بھی وہ جگہ نہ ملتی تھی۔ امریکی سفیر جنید حفیظ کو ملنے یونیورسٹی میں بھی آیا تھا۔ ایس. پی صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ ۱۳ر مارچ ۲۰۱۳ء کو جب جنید حفیظ ملتان سے لاہور جاتے ہوئے بس میں گرفتار کیا گیا تو وہ پاکستان میں امریکی سفیر سے پیغام رسانی کر رہا تھا۔ جنید حفیظ کا ای میل ریکارڈ عدالت میں موجود ہے۔ (مقدمہ اب بھی زیر سماعت ہے) اس میں امریکہ سے اس کے دوستوں نے پاکستان میں امریکی سفارت خانے کے افسران کو کہا تھا کہ اس کا نام جنونی مسلمانوں نے، توہین رسالت کے جھوٹے مقدمہ میں درج کرایا ہے۔ لہٰذا اس کا تحفظ کیا جائے۔ ملزم جنید حفیظ جو کچھ کلاس روم میں کہتا تھا اور اس کی فیس بک پر موجود تھا۔ اس کو بارش کے پانی سے ہزار بار دھو کر یہ چند اظہار پیش ہیں تاکہ ایک ہلکا سا تصور ہو جائے۔ وہ کہتا اور لکھتا تھا: ”خدا، اگر اتنا عقلمند ہے تو پی. ایچ. ڈی کیوں نہیں کر لیتا۔“ ”خدا مذکر ہے یا مؤنث۔ چونکہ قرآن محمد ﷺ نے لکھا۔ وہ خود مرد تھا تو اس نے خدا کو بھی مذکر لکھ دیا۔ اس سے عورتوں کی تذلیل ہوئی ہے۔“ ۲۳ر فروری ۲۰۱۳ء کو زکریا یونیورسٹی میں دو کتابوں کی رسم افتتاح کی تقریب تھی۔ اس میں جنید حفیظ اکیلا مقرر تھا۔ اس نے تقریر کی ابتداء میں کہا۔ خدا کے نام سے جو ہمیشہ غیر حاضر رہتا ہے۔ مگر جبراً اپنی حاضری لگواتا ہے۔ اس تقریب میں یونیورسٹی کا وائس چانسلر ڈاکٹر علقمہ اور انگلش ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ، شیریں زبیر بھی موجود تھیں۔ ڈاکٹر علقمہ آج کل نیب کیس میں ملوث ہیں اور شیریں زبیر ملک سے فرار ہیں۔ مفتی محمد زاہد صاحب نے فرمایا ہے کہ توبہ کی اجازت دی جانی چاہئے۔ بلکہ قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ توبہ کی ترغیب دے تو اس مقدمہ میں مکروہ ترین مجرم جنید حفیظ اب کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ میرے والدین بھی اعلیٰ مذہبی لوگ ہیں۔ مجھ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ ممکن ہی نہیں کہ ایک مسلمان، یہ باتیں کہہ سکے۔ اس نوعیت کی درخواست اس نے عدالت میں دی ہے۔ جب کہ رانا محمد اکبر تابش جو جنید حفیظ کا شاگرد تھا وہ مقدمہ میں گواہ بھی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب وہ کلام میں ایسی لغویات بکتا تھا اور اسے روکا جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ میں نے سقراط بننا ہے۔ حلاج بننا ہے۔ میں نے زہر کا پیالہ پینا ہے۔ اب مفتی صاحب فرمائیں کہ وہ تو ایک ایک سانس کے ساتھ ہزار ہزار توبہ کے لئے تیار تو چھوڑو، وہ کہتا ہے کہ ان واقعات کا مجھ سے سرزد ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

آسیہ مسیح کو پھانسی کی سزا ہوئی تو اس پر پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر نے تبصرہ کیا کہ توہین رسالت کا قانون کالا قانون ہے۔ ممتاز قادری کی تقدیر میں اللہ پاک نے عزت رکھی تھی۔ اس نے سلمان تاثیر کو ٹھکانے لگایا اور دار پر جھول گیا۔ مگر سلمان تاثیر کے قتل سے پہلے آسیہ مسیح کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی وہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے جیل میں مقیم ہے۔

امریکی صدر ٹرمپ کا مشیر برائے اقلیتی امور پاکستان میں آیا اور مطالبہ کیا کہ آسیہ مسیح کو پھانسی نہ دی جائے۔ آسیہ مسیح کی پھانسی کی سزا پر پوپ بینی ڈکٹ نے ۱۹۰ ممالک کے نمائندوں کو سالانہ خطاب میں یہ کہا کہ پاکستان میں توہین رسالت کا قانون غلط ہے۔ اسے ختم ہونا چاہئے۔

اسلام آباد میں مہنگے ترین پرنٹ سے رسالے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ موضوع ہوتا ہے کہ ”قانون توہین رسالت“ ان کتابچوں کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسمبلی میں اس قانون پر، معقول انداز پر مباحثہ ہو سکے۔ ستمبر ۲۰۱۳ء میں پشاور میں چرچ پر حملہ ہوا تو اس واقعہ پر قومی اسمبلی میں مباحثہ تھا۔ مگر چند آزاد ذہن ارکان اسمبلی نے بے وقت کی راگنی گائی اور قانون توہین رسالت پر شدید تنقید کی۔

بلاگرز کا معاملہ سامنے ہے۔ وہ اسی ملک کے مسلمان کہلوانے والے جوان ہیں۔ مگر اسلام کے خلاف، غلیظ مواد، سوشل میڈیا پر لانا انہوں نے عبادت کے طور پر اختیار کر لیا ہے۔ جنید حفیظ اور بلاگرز قسم کے جوان جو مواد نیٹ سے اشاعت کر رہے ہیں وہ تمام کا تمام مواد ساری دنیا کے نیٹ پر موجود اور مہیا کر دیا گیا ہے۔ نیٹ کنکریٹ کی چھتیں اور دیواریں چیر کر ہمارے گھروں اور ذہنوں میں داخل کیا جا رہا ہے۔

ان معروضی کوائف اور زمانی کوائف کے تحت میاں نواز شریف کا فرمودہ برحق تھا کہ اگر اس جرم کی سزا موت سے بڑھ کر ہوتی تو وہ مقرر کی جاتی ہے۔ وفاقی شریعت کا فیصلہ آئینی اور شرعی اور زمانی تقاضوں کا مکمل عکاس ہے۔ جس پر قومی اسمبلی اور سینٹ نے بھی منظوری دے دی۔

وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر اجمالی نظر

محترم مفتی صاحب کا اختلاف یہ ہے کہ:

۱...... فیصلہ صادر کرنے والے وفاقی شرعی عدالت کے بنچ میں کوئی باقاعدہ عالم دین شامل نہیں تھے۔

۲...... جبکہ سپریم کورٹ کے شریعت بنچ میں دو جید عالم (مفتی تقی عثمانی اور پیر کرم حسین شاہ) موجود تھے۔

احقر العباد کا تجزیہ یہ ہے کہ یہ فیصلے کا حسن ہے کہ جج صاحبان خود عالم دین نہیں تھے۔ اگر وہ خود عالم ہوتے تو طوفانی اعتراض کی زد میں ہوتے کہ وہ فلاں فقہ/ فرقے سے تھے۔ اس لئے قانون کی تعبیر اپنے ذہن کے مطابق بنائی۔ یعنی وہ خود کسی فقہی رائے کی جانب جھکاؤ نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے وقت کے مقتدر علماء کی راہنمائی پر انحصار کیا اور ہر مکتبہ فکر کے مقتدر علماء سے استفادہ کیا۔

یہی ضابطہ اس وقت پورے خطہ ارض پر نافذ ہے کہ زیر فیصلہ معاملہ کے متعلقہ ماہرین کی مدد سے ہی جج صاحبان، حتمی فیصلے تک پہنچتے ہیں۔ مثلاً قتل کے مقدمہ میں موت کا وقت، سبب موت (آیا زہر کھانے سے ہوئی، تیز دھار آلے سے ہوئی، یا کند آلے سے۔ ڈوبنے سے ہوئی یا گلا دبانے سے) مقتول پر اسلحہ کتنے فاصلے سے چلا گیا۔ حملہ آور اور مقتول کی نشست و برخاست کا تعین کرنا۔ گولی اور زخم کی سمت کا تعین۔ مقتول کے جسم پر ضرب۔ اس کی موت سے پہلے لگائی گئی یا کہ بعد میں وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالات کے درست جواب کے لئے مختلف شعبہ ہائے کے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ہی مقدمہ میں عدالت کو کئی ماہرین کی رائے پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ تو وفاقی شرعی عدالت کے جج صاحبان کے فیصلے کا حسن ہے کہ انہوں نے مقتدر علماء کی رائے پر انحصار کیا اور ذاتی رائے پر تقیہ نہیں کیا۔

فاضل عدالت نے جن علماء کرام کی مدد حاصل کی ان کے اسمائے گرامی: (۱) مولانا سبحان محمد خان۔ (۲) مولانا مفتی غلام سرور قادری۔ (۳) مولانا حافظ صلاح الدین یوسف۔ (۴) مولانا محمد عبدہ فلاح۔ (۵) مولانا سید عبدالشکور۔ (۶) مولانا فضل ہادی۔ (۷) مولانا سعید الدین شیر کوٹی۔ اس فہرست میں اوّل الذکر چھ علماء کرام کی متفقہ رائے تھی کہ مرتکب توہین رسالت، واجب القتل ہے۔ مولانا محمد عبدہ فلاح نے اظہار کیا کہ اس موضوع پر تمام ائمہ بشمول ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ اس جرم کے مرتب کی سزا قتل ہے۔ ان علماء وعالی مقام کے فراہم کردہ حوالہ جات نصوص قرآنیہ واحادیث اور متقدمین فقہاء کی آراء پر فاضل عدالت نے پوری شرح وبسط سے تبصرہ کیا ہے۔

فیصلے کی عمارت اس مواد پر تعمیر کی گئی ہے۔ قرآنی آیات: ۲۳، احادیث مبارکہ: ۱۶، فقہاء متقدمین میں سے۔ امام الدین تیمیہ، قاضی عیاض، ابوبکر جصاص کی آراء۔

رہا توبہ کی قبولیت کا معاملہ تو متذکرہ فہرست میں اوّل الذکر۔ صرف تین علماء کی رائے تھی کہ توہین کے مرتکب کی توبہ قبول کی جائے گی۔ باقی چار علماء اس کے حامی نہ تھے۔ محترم مفتی صاحب کے اختلاف کی دوسری شق یہ ہے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں جاتا تو قانون مختلف بنتا۔ کیونکہ وہاں دو جید علماء موجود تھے۔ یعنی مفتی صاحب کی رائے ہے کہ وہاں فقہ حنفی کے مطابق قانون بنایا جاتا تو سوال یہ ہے کہ جب آئین نے قید لگادی ہے کہ شرعی احکامات سے مراد ہے ”جیسا کہ وہ قرآن اور حدیث میں وضع کئے گئے ہیں“ تو پھر وہ جید علماء کرام، کیا آئین میں ترامیم کرالیتے یا اس کی حدود سے۔ تجاوز کر کے فقہ حنفی کی پابندی کرتے؟ تو یہ مفتی صاحب کے تخیلات کی پرواز ہے۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ کلام اللہ، حدیث مبارکہ اور امت کا تواتر سے عمل وہی ہے جس کا اظہار وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ میں کیا گیا ہے اور وہاں ہر موجود جید علماء کرام کی اکثریت کی آراء پر انحصار کیا گیا ہے۔ فللحمدللہ!

اور سینٹ نے بھی منظوری دے دی۔ صاحب مضمون جناب مفتی صاحب کے تمام تخیلات کا دفاع، خود مفتی صاحب کے تخیلات سے بھی ممکن ہے۔ فرماتے ہیں۔ اب تک کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ فقہ حنفی کی رو سے شاتم رسول کی سزائے موت متعین ہے۔ بشرطیکہ جس سے جرم سرزد ہوا ہے وہ مسلمان ہو، مرد ہو اور توبہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور جرم کی نوعیت ایسی ہو کہ اسے بلاشک وشبہ ارتداد میں داخل کیا جاسکے۔ اگر کسی مجرم میں ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو مثلاً توہین رسالت کرنے والا غیر مسلم ہو۔ یا ملزمہ عورت ہو تو کیا اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ایک مسلمان معاشرے اور ملک میں نبی کریم ﷺ کی توہین کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک سنگین برائی ہے اور اسلامی ریاست کے فرائض میں برائیوں کی روک تھام بھی شامل ہے اور برائیوں کی روک تھام کے لئے سزا پر مشتمل قوانین بھی ناگزیر ہوتے ہیں۔

مذکورہ شرائط مفقود ہونے کی صورت میں شرعی طور پر جہاں کوئی متعین سزا نہیں ہوتی۔ اس کے بارے میں ریاست یا ریاستی اداروں کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ جرم اور مجرم کی نوعیت کو دیکھ کر حالات اور مصالح کو سامنے رکھ کر جو سزا مناسب سمجھیں تجویز کرسکتے ہیں۔ ناگزیر حالات میں بطور تعزیر سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے۔

محترم مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس مسئلے میں شروع ہی سے صرف ایک نقطہ نظر کو جو کہ یہاں کی اکثریتی فقہ سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ ایمان اور عقیدے کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ اکثریتی فقہ سے مراد فقہ حنفی ہے۔ یہ اعجاز ختم الرسل ہے کہ اکثریتی فقہ کی رائے کو حضرت مفتی صاحب خود، قربان کرنے پر رضامند ہوگئے ہیں۔ ان کی تحریر بالا کا دو، سہ بار مطالعہ کیا جائے۔ تو عیاں ہوتا ہے کہ توہین رسالت ایک سنگین برائی ہے۔ ناقابل برداشت برائی ہے۔ ریاست کو اختیار حاصل ہے کہ وہ جرم اور مجرم کی نوعیت دیکھ کر اور حالات اور مصالح کو سامنے رکھ کر جو سزا مناسب سمجھیں تجویز کرسکتے ہیں۔ ناگزیر حالات میں بطور تعزیر، سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے۔

احقر العباد نے اپنی اسی تحریر میں معروضی حالات پیش خدمت کردیئے ہیں اور میاں محمد نواز شریف کا اعلان مبرہن ہے کہ اس جرم کی سزا، اگر موت سے زیادہ کوئی ممکن ہوتی تو وہی نافذ کی جاتی۔

مفتی صاحب محترم کا یہ حکم سرآنکھوں پر موجودہ قانون توہین رسالت کو وہ بطور تعزیر ہی قبول فرمالیں۔ حالات کی سنگینی کا یہی مطالبہ ہے۔

خلاصہ: ہر دو صورتوں میں توہین کی سزا موت ہے۔ بطور حد اور بطور تعزیر۔

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست

مفتی محمد حامد

حضرت مولانا امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قادیانی سے مناظرہ ہوا تو اس نے کفر کی تعریف پوچھی۔ حضرت نے کفر کی تعریف بیان فرمائی۔اس نے کہا کہ ایک چیز کا انکار کرنے سے کفر کیسے لازم آتا ہے۔یہ تو عقلاً اور نقلاً باطل ہے۔حضرت نے فرمایا: اگر تیرے پاس دلیل عقلی اور نقلی موجود ہے،تو بیان کر۔وہ بیان نہ کر سکا۔حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے لگتا ہے تو نے شوق میں آ کر عقل اور نقل کے الفاظ ہی بس یاد کیئے ہیں۔اس کی حقیقت کیا ہے۔اس کی تجھے ہوا بھی نہیں لگی۔

اس پر حضرت نے ایک واقعہ سنایا کہ: ایک دیہاتی کو انگلش بولنے کا شوق پیدا ہوا۔اس نے (یس اور نو) یہ دو لفظ یاد کر لئے۔معنی کا اسے پتہ نہیں تھا۔چند دن بعد اس کی زمین میں ایک لاش ملی۔پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔جب عدالت میں پیش کیا گیا تو جج نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کو قتل کیا ہے۔اس نے جواب دیا کہ: یس۔جج نے کہا کہ کیا اس کا کوئی گناہ بھی تھا؟ تو جواب میں کہا: نو۔جج نے فیصلہ سنا دیا کہ اسے پھانسی پہ لٹکا دیا جائے۔پھر وہ چیخنے اور رونے لگا کہ مجھے کس جرم میں پھانسی پہ لٹکایا جا رہا ہے۔جج نے کہا کہ تو نے خود ہی یس اور نو کہہ کر اپنے جرم کا اقرار کیا ہے۔اس نے کہا مجھے کیا معلوم کہ اس کا معنی کیا ہے۔میں نے تو شوق میں آ کر یہ الفاظ یاد کیئے تھے۔

اے قادیانی! تیرا بھی وہی حال ہے۔پھر حضرت نے فرمایا کہ: اب مجھ سے دلیل عقلی اور نقلی سن۔ میں تجھے سناتا ہوں۔

دلیل عقلی

دلیل عقلی کی مثال یہ ہے کہ: رومال کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس پر کسی قسم کی نجاست نہ ہو۔لیکن ناپاک ہونے کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ تمام قسم کی نجاستوں سے آلودہ ہو۔تب ہی ناپاک ہوگا۔بلکہ کسی بھی قسم کی ایک نجاست لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا۔اس طرح مسلمان ہونے کے لئے تمام احکامات اور ضروریات دین کو ماننا ضروری ہے۔لیکن کافر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام احکامات کا انکار کرے گا تو تب کافر ہوگا۔بلکہ صرف ایک حکم کے انکار سے بھی کافر بن جائے گا۔اسی طرح صراط مستقیم بھی ایک ہے اور خط مستقیم بھی ایک ہی ہوتا ہے۔جو خط مستقیم کے علاوہ ہوگا وہ ٹیڑھا خط ہوگا۔خط

مستقیم نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح صراط مستقیم میں تمام احکامات کو ماننا ضروری ہے۔ اس سے تھوڑا سا ہٹنا یعنی انکار کرنا کفر ہے۔

دلیل نقلی

دلیل نقلی یہ ہے کہ: شیطان نے ساری زندگی اطاعت کی۔ لیکن ایک حکم کا انکار کیا تو کافر ہوگیا۔ قرآن مجید میں فرمایا: ’’وکان من الکافرین ‘‘ مسیلمہ کذاب نے صرف نبوت کا انکار کیا تو کافر ہوگیا۔ یہ بھی صرف ایک ہی حکم تھا۔ اسی طرح منکرین زکوٰۃ نے قرآن کی اس آیت: ’’خذ من اموالهم صدقة‘‘ اس میں تاویل باطل کی کہ یہ حکم صرف حضور ﷺ کو تھا اور کسی کو نہیں۔ لہٰذا اب ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اس ایک حکم کے انکار کی وجہ سے وہ کافر بن گئے۔

پس معلوم ہوا کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا کفر ہے۔ لہٰذا قادیانی بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (خطبات صفدر ج۳ ص۵۸)

جنت واجب ہوگئی

’’رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا بمحمد ﷺ نبیا ‘‘ پڑھنے کا ثواب امام نسائی اپنی سند سے ارشاد فرماتے ہیں۔ ہم سے ابوالاشعث نے بواسطہ خالد بن حارث، شعبہ، ابوعقیل، سابق بن ناجیہ کے بیان کیا کہ ابوسلام نے کہا میں مسجد حمص میں تھا صحابہ کرام ؓ میں سے ایک شخص کا گزر ہوا۔ میں کھڑے ہوکر ان سے کہا مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ جو مسلمان صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھے ’’رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا بمحمد ﷺ نبیا ‘‘ تو اللہ تعالیٰ نے لازم کررکھا ہے کہ قیامت کے دن اسے راضی کرے۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ کے ایک شاگرد عبدالرحمٰن بن شریح نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔ فرمایا جس نے یہ الفاظ کہے: ’’رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا بمحمد ﷺ رسولا ‘‘ اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

نیز حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا بمحمد ﷺ نبیا وجبت له الجنة ‘‘ اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی مان کر راضی ہوگیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(عمل الیوم واللیلۃ امام نسائی ؒ)

تاریخ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط ؒ

قسط نمبر:17

ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

جنگ یمامہ کا حال

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو یمامہ بھیجا اور انہیں حکم فرمایا کہ: جاؤ! اور مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کرو۔ چنانچہ حضرت خالد ؓ گئے۔ جب قریب پہنچے تو یمامہ کی ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ وہاں مجاعہ بن مرارہ بنو نُمیر کے کسی شخص کی تلاش میں بیس افراد لے کر پھر رہا تھا، تو اس سے ملے۔ پھر حضرت خالد ؓ نے ان سے فرمایا: او بنی حنیفہ! تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ تم کیا نظریہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا ہمارے اندر بھی ایک نبی ہے۔ اور تمہارے اندر بھی ایک نبی۔ حضرت خالد ؓ نے ان کا جواب سنتے ہی ان پر تلوار چلائی اور سب کو قتل کر دیا۔ لیکن مجاعہ کو قتل نہ کیا۔ اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر گرفتار کر لیا۔ پھر آگے بڑھے اور خوب لڑائی کی۔ مشرکین کا سب سے پہلا آدمی جو مقتول ہوا وہ رجال بن عنفوہ تھا۔ مسلمانوں اور کفار کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ ایک دفعہ تو مسلمان ہل گئے اور منتشر ہونے لگے۔ پھر ایک دوسرے کو پکارا۔ ثابت بن قیس بن شماس ؓ سے کہا۔ اے مسلمانوں کی جماعت! تم نے اپنی جانوں پر بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ پھر کہا: اے اللہ! میں ان کے اس فعل سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر لڑائی کے میدان میں اترے خوب لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت موسیٰ بن انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں جب لوگ (ادھر اُدھر) منتشر ہو گئے تو انس بن مالک ؓ ثابت بن قیس ؓ کے پاس آئے دراں حال کہ وہ اپنی ران سے کپڑا اٹھا کر (اپنے زخموں پر) خوشبو لگانے لگے۔ حضرت انس بن مالک ؓ نے کہا اے چچا! کیا آپ حیا نہیں کرتے؟ آپ کے جسم کو کیا ہو گیا ہے؟ (یعنی یہ زخم کیوں اور کیسے ہوئے) ثابت بن قیس ؓ نے کہا اے برادرزادے! اب دیکھنا (یہ کہہ کر پھر) خوشبو لگانی شروع کر دی۔ پھر آ کر بیٹھے اور کہا کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ہم اپنے مخالف لوگوں کو مارے بغیر بیٹھے ہوں؟ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کبھی ایسی جنگ نہیں لڑی۔ بہت ہی برا ہے وہ سبق جو تم نے اپنے ساتھیوں کو دیا ہے۔ یہ کہہ کر جنگ میں کود پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگ یمامہ کے موقع پر ثابت بن قیس ؓ کے پاس آیا تو وہ خوشبو لگا رہے تھے تو میں نے کہا چچا کیا دیکھتے نہیں ہو؟ کہنے لگے برادرزادے اب دیکھنا یہ کہہ کر آگے بڑھے

دشمن سے لڑے۔ یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ (جنگ یمامہ میں ابتداءً تاب نہ لاکر) مسلمان اتنا پیچھے ہٹ گئے تھے کہ اونٹوں کے کجاووں تک جا پہنچے۔ سائب بن عوامؓ نے پکار کر کہا لوگو! کجاووں تک پہنچ گئے ہو؟ اس سے آگے جائے فرار نہیں۔ واپس آجاؤ۔ چنانچہ واپس لوٹے دشمن پر حملہ آور ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی۔ مسیلمہ اپنے انجام کو پہنچا۔ (یعنی جہنم رسید ہوا)

ابن اسحاقؓ کہتے ہیں کہ زید بن خطابؓ نے جب لوگوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے اور کجاووں تک پہنچتے ہوئے دیکھا تو کہا کجاووں سے آگے کہاں جاؤ گے؟ کہیں جائے پناہ ہے؟ یہ کہہ کر جنگ میں کود پڑے۔ دشمن سے لڑے، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ زید بن خطابؓ ابومریم حنفی کے ہاتھوں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں۔ (اور اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ) ابومریم نے حضرت عمرؓ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: اے امیرالمؤمنین! اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں زیدؓ کو شہادت کا انعام بخشا۔ مجھے اس کے ہاتھوں ذلت کی موت سے بچالیا۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ سبھی مسلمانوں کی رائے یہی ہے کہ زید بن خطابؓ ابومریم کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔ لیکن قیس بن طلقؓ کا بیان یہ ہے کہ زید بن خطابؓ کو ابومریم کے چچازاد بھائی سَلَمَہ بن صُبَیح نے شہید کیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضرت براء محکم یمامہ کے مقابلہ میں نکلے آمنا سامنا ہوا ایک دوسرے پر ضرب لگائی محکم یمامہ نے براءؓ کی ڈھال پر ایسی ضرب لگائی کہ خود اس کی تلوار نے اس کے ہاتھ کو زخمی کردیا۔ اور براءؓ کی ضرب سے اس کا پاؤں کٹ گیا۔ پھر براءؓ نے اس کی تلوار سے ہی اسے ذبح کردیا۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ محکم یمامہ بن طفیل کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے تیر مارا جس سے وہ مرگیا۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ محکم یمامہ کو اس کے والد نے گلے پر تیر مارا جس سے وہ مرگیا۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مقابلہ کرکے دشمن کو ایسا دھکیلا کہ دشمن ''حدیقۃ الموت'' میں وہاں جا گھسا جہاں دشمن خدا اور رسول (ﷺ) مسیلمہ تھا۔ حضرت براءؓ نے کہا کہ مسلمانو! مجھے اٹھا کر ان پر پھینک دو۔ چنانچہ مسلمانوں نے حضرت براءؓ کو اٹھا کر دیوار پر چڑھا دیا۔ دیوار پر چڑھتے ہی دشمن سے گھمسان کی جنگ ہوئی اور ''حدیقۃ الموت'' میں ایسی جنگ لڑی کہ مسلمانوں کے لئے ''حدیقۃ الموت'' کا دروازہ کھول دیا۔ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے مسیلمہ کو ہلاک فرمایا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت براءؓ نے اپنے آپ کو (چھلانگ لگاکر) ان پر پھینک دیا اور اتنا بے جگری سے لڑے کہ باغ کا دروازہ کھول دیا۔ اس لڑائی میں انہیں اسی (۸۰) سے

زیادہ تیر وتلوار کے زخم لگے۔ پھر انہیں اٹھا کر خیمہ میں بغرض علاج معالجہ لایا گیا۔ خالد بن ولیدؓ نے بنفس نفیس ایک مہینہ تک ان کے پاس رہ کران کی نگرانی فرمائی۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس روز کسی کو چلاتے ہوئے سنا کہ اسے ایک کالے غلام نے مارڈالا ہے۔ حضرت وحشیؓ کہتے ہیں کہ لوگ جب مسیلمہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تو میں بھی وہ برچھا لے کرمیدان میں نکلا جس سے حضرت حمزہؓ کو میں نے شہید کیا تھا۔ جنگ کے دوران میں نے مسیلمہ کوتلوار اٹھائے ہوئے دیکھا جبکہ میں اسے پہچانتا نہ تھا۔ چنانچہ میں اسے قتل کرنے کے لئے تیار ہوا جبکہ دوسری طرف سے ایک انصاری صحابیؓ بھی اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوا۔ اور ہم دونوں کا ہدف وہی (مسیلمہ) ہی تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے نیزے کوحرکت دی اور نشانہ سیدھا کیا۔ جب مجھے نشانہ کی تسلی ہوگئی تو دفعتاً میں نے اسے پھینکا تو سیدھا نشانہ پر جالگا۔ ادھر انصاری صحابیؓ نے تلوار سے حملہ کردیا۔ اب خدا ہی جانے کہ ہم دونوں میں سے کس نے اسے مارا۔ اگر تو میں نے اسے قتل کیا ہے تو میں نے رسول اللہﷺ کے (وصال مبارک) بعد اب ایک بدترین شخص کو مارڈالا جبکہ قبل ازیں آپﷺ کے جیتے حیات ایک بہترین شخص (حضرت حمزہؓ) کوشہید کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مسیلمہ کو بنومازن بن نجار کے آدمی عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم!

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کے قتل کے بعد حضرت خالدؓ مجاعہ کو لے کر آئے دراں حال کہ مجاعہ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈلی ہوئی تھیں تا کہ وہ مسیلمہ کی نشاندہی کردے۔ چنانچہ مقتولین کو الٹ پلٹ کرتے کرتے جب محکم یمامہ بن طفیل کی نعش پر پہنچے اسے دیکھا کہ وہ بڑا موٹا تازہ ہے۔ تو حضرت خالدؓ نے پوچھا کیا یہی تمہارا صاحب ہے؟ اس نے کہا: نہیں! یہی مسیلمہ سے بہتر محکم یمامہ ہے۔ چلتے چلتے حضرت خالدؓ جب چاردیواری میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص چھوٹے قد کا زردرو پتلی ٹانگوں والا پڑا ہے۔ دیکھتے ہی مجاعہ نے کہا یہی ہمارا صاحب ہے۔ تو حضرت خالدؓ نے کہا: ہائے افسوس! تمہارے ساتھ جو ہوا ٹھیک ہوا۔ تمہارے فعل کی یہی سزا ہے۔ یہ سن کر مجاعہ نے کہا بالکل آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ٹھیک برتاؤ ہوا ہے۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ مجاعہ نے اپنی قوم کی طرف سے مصالحت کی درخواست کی تو حضرت خالدؒ نے مجاعہ سے اشرفیوں، چاندی اور زرہوں اور آدھے قیدیوں پر مصالحت قبول فرمائی۔ جب مصالحت ومعاہدہ سے فارغ ہوئے اور قلعوں کے دروازے کھولے گئے تو ان میں عورتوں اور بچوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے دوآدمیوں سلمہ بن سلامہ بن وقشؓ اور بنو

عبدالاشہل سے تعلق رکھنے والے نہیک بن اوس ؓ کو حضرت خالد ؓ کی طرف یہ حکم دے کر بھیجا کہ بنوحنیفہ کے کسی بالغ مرد کو باقی نہ چھوڑو بلکہ انہیں قتل کر دو۔ جب وہ دو شخص پہنچے تو اس سے کہیں قبل حضرت خالد ؓ مصالحت ومعاہدہ سے فارغ ہو چکے تھے۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر ؓ نے بتایا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے ایک انصاری آدمی کو حضرت خالد ؓ کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا کہ بنوحنیفہ کا کوئی نوجوان باقی نہ چھوڑو یہاں تک کہ قتل کر دو۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ابودجانہ ؓ نے بھی (مسیلمہ کے لشکر سے مقابلہ کے لئے) چار دیواری سے چھلانگ لگائی تو ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ لیکن ٹانگ کی پرواہ کئے بغیر لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔

زید بن اسلم ؓ وغیرہ حضرات کہتے ہیں کہ (جنگ یمامہ میں) مہاجرین وانصار میں سے ایک سو چالیس صحابہ شہید ہوئے۔ بعض کے نزدیک کل شہداء کی تعداد چار سو پچاس ہے۔ جبکہ سعید بن مسیب ؒ کہتے ہیں کہ یمامہ کے شہداء کی تعداد پانچ سو تھی جن میں سے پچاس یا تیس قرآن پاک کے حافظ وقاری تھے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دورہ کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کراچی کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ ......۲۴؍جولائی کی شام کو آپ ملتان سے کراچی پہنچے اور اسی دن بعد نماز مغرب جامع مسجد اکبری مدنی مدرسہ جامعہ یاسین القرآن نیو کراچی میں پروگرام سے خطاب فرمایا۔ ......۲۵؍جولائی بعد نماز عشاء جامعہ مسجد اختر کالونی میں بیان ہوا۔ ......۲۶؍جولائی بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد خاتم النبیین ﷺ گرین ٹاؤن شاہ فیصل کالونی میں عوام الناس سے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان افروز بیان فرمایا۔ ......۲۷؍جولائی کو جامع مسجد باب الرحمت متصل دفتر ختم نبوت میں ماہانہ تربیتی نشست سے آپ کا بیان ہوا جس میں پانچ صد سے زائد علماء کرام وطلباء عظام نے شرکت کی۔ ......۲۸؍جولائی کو دو پروگراموں میں بیانات ہوئے۔ جامع مسجد شافعی کیماڑی ٹاؤن شیرشاہ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب فرمایا اور بعد نماز مغرب جامع مسجد پٹھان مسان روڈ کیماڑی میں بیان ہوا۔ حضرت نے تمام پروگراموں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر ضرور دیتے ہوئے فرمایا کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے ہر مسلمان اپنا سب کچھ لٹا دینا سعادت سمجھتا ہے۔ اس لئے تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت پر کسی بھی صورت سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ ......۲۹؍جولائی کی شب ملتان کے لئے عازم سفر ہوگئے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

ندیم احمد انصاری انڈیا

۱۱رجولائی ۲۰۱۷ء کو حضرت مولانا شیخ محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ رب حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالی آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت کرے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آپ کے انتقال کی خبر سے علمی حلقوں میں ہر سو غم چھایا ہوا ہے، یقیناً آپ کی وفات ایک عظیم خسارہ ہے، اللہ تعالی امت مرحومہ کو نعم البدل عنایت فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا محمد یونس رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۷ء بروز شنبہ جونپور (یوپی) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ فقط ۵ سال ۱۰ر ماہ کے تھے کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے مکاتب میں حاصل کی، فارسی سے سکندر نامہ تک اور ابتدائی عربی سے مختصر المعانی، مقامات حریری، شرح وقایہ، نور الانوار تک کی تعلیم مدرسہ ضیاء العلوم مانی پور (جون پور) میں حاصل کی۔ اکثر کتابیں مولانا ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الحلیم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ ۱۵ر شوال ۱۳۷۷ھ دوشنبہ کو مظاہر علوم میں وارد ہوئے اور مختصر المعانی، شرح وقایہ، قطبی، مقامات حریری، نور الانوار کے امتحان میں کامیابی حاصل کرکے یہاں ۱۳۷۸ھ میں پہلے سال میں جلالین، ہدایہ اولین اور سراجی وغیرہ سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۳۷۹ھ میں بیضاوی، میر قطبی، ہدایہ ثالث، مشکوٰۃ، شرح نخبۃ الفکر، سلم العلوم اور مدارک پڑھیں۔ ۱۳۸۰ھ میں بخاری، مسلم، ترمذی، طحاوی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ، موطا امام محمد، موطا امام مالک اور شمائل ترمذی پڑھ کر کلاس میں اول مقام حاصل کیا۔ آپ نے صحیح بخاری شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، ابوداود مولانا محمد اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ناظم مظاہر علوم)، صحیح مسلم مولانا منظور احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی و نسائی مولانا امیر احمد کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ آپ کے رفقا میں مولانا سید محمد عاقل سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شجاع الدین حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اجتباء الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مظاہر علوم کے زمانہ طالب علمی میں فقیہ الاسلام مولانا مفتی مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم نے آپ کی سرپرستی اور کفالت فرمائی، شفقت و کرم کا وہ معاملہ جو ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ رکھتا ہے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ساتھ فرمایا۔ اس کا تذکرہ خود حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی خصوصی مجلسوں میں فرماتے رہتے تھے۔ فراغت کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات میسر آئیں اور آپ کو ۱۳۸۱ھ میں ۷ر روپے مشاہرے پر عارضی طور پر معین مدرس بنا دیا گیا۔ ۸۴ھ میں جب آپ کے استاذ

مولانا امیر احمد کاندھلوی ؒ کا وصال ہوگیا تو آپ کو استاذ حدیث بنا دیا گیا۔ جس کے متعلق یہ قلم خود رقم طراز ہیں کہ: ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ میں حضرت استاذی مولانا امیر احمد صاحب ؒ کے انتقال ہو جانے کی وجہ سے مشکوٰۃ شریف استاذی مفتی مظفر حسین ؒ ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے یہاں سے منتقل ہوکر آئی تو باب الکبائر سے پڑھائی۔ پھر آئندہ سال شوال ۱۳۸۵ھ میں مختصر المعانی، قطبی، شرح وقایہ، مشکوٰۃ شریف مکمل پڑھائی۔ شوال ۱۳۸۶ھ میں ابوداود، نسائی، نورالانوار زیر تعلیم رہیں۔ شوال ۱۳۸۷ھ سے مسلم، نسائی، ابن ماجہ، موطین زیر درس رہیں۔ اس کے بعد شوال ۱۳۸۸ھ میں بخاری شریف و مسلم شریف وہدایہ ثالث پڑھائی۔

(الیواقیت الغالیہ: ۱۹، ۲۰)

یوں تو آپ بچپن ہی سے نیک و صالح تھے، اس لیے آپ کی ذات حضرات اساتذہ کی دعاؤں اور توجہات کا خصوصی مرکز رہی، چناں چہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی ؒ نے آپ کو بیعت فرمایا تو ۵ر محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ ؒ نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین ؒ تو گویا باپ کے درجے میں رہ کر آپ کی ہر ممکن راحت کا خیال فرماتے رہے۔ آپ کے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی ؒ نے پورے پچاس سال پہلے نہایت وثوق سے تحریر فرمایا تھا: ”ابھی کمسن ہیں وہ کیا عشق کی باتیں جانیں، عرض حال دل بے تاب کو شکوہ سمجھے۔ ابھی تدریس دورہ کا پہلا سال ہے اور اس سیہ کار کو تدریس دورہ کا اکتالیسواں سال ہے اور تدریس حدیث کا یہ سینتالیسواں سال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے اور مبارک مشغلوں میں تادیر رکھے، جب سینتالیسویں سال پر پہنچ جاؤ گے تو ان شاء اللہ مجھ سے آگے ہوگے۔“

فقط زکریا (۲۷ر رجب ۱۳۸۷ھ)

زمانہ نے دیکھا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ؒ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی۔ آپ نے تقریباً پچاس سالوں تک خصوصیت کے ساتھ احادیث مبارکہ کا درس دیا اور اس طویل عرصے میں فضلائے مظاہر علوم کے ہزارہا طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، جن میں سے بہت سے علماء مرکزی اداروں میں شیوخ حدیث اور اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہیں۔ آپ سے اصاغر ہی استفادہ نہیں کرتے تھے بلکہ اکابر بھی احادیث کی تحقیق کے سلسلے میں آپ کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ ملک و بیرون ملک کے کبار علماء نے اس قسم کے جو استفسار آپ سے کیے اور آپ نے اس کے جو محققانہ جوابات عنایت فرمائے آپ سے وقتاً فوقتاً جو علمی سوالات کئے اور آپ نے ان کے محققانہ جوابات تحریر فرمائے وہ ”الیواقیت الغالیہ فی تخریج احادیث العالیہ“ اور ”نوادر الحدیث“ وغیرہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ بھی آپ سے کئی علمی یادگار ہیں۔

قاری غلام فرید اعوان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد طیب زاہد اعوان

آپ ملک عبدالوارث اعوان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ڈھوک بلندی (حافظ آباد) ماڑی تحصیل پنڈی گھیپ (جنڈ) ضلع کیمل پور (اٹک) میں ۲رجنوری ۱۹۴۵ء کو پیدا ہوئے۔ اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی تھے۔ سیاسی وابستگی میں ۲۵رسال جمعیت علماء اسلام پاکستان کے ضلعی امیر، دس سال صوبائی عمومی پنجاب کے ممبر، ملی یکجہتی کونسل، متحدہ مجلس عمل اور ضلعی سطح پر تیس سال سٹیر ممبر رہے۔ علاوہ ازیں پندرہ سال ڈویژن گوجرانوالہ کی امن کمیٹی میں بھی باوقار طریقہ سے نمایاں کردار ادا کیا۔

سلوک واحسان میں روحانی نسبت حضرت پیر غلام حبیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست قائم ہوئی اور حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ آپ کی اولاد بھی اسی سلسلہ سے وابستہ ہے۔ اولاد میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں میں تین حافظ وعالم اور ایک حافظ وقاری ہے۔ بیٹیوں میں چاروں حافظ قرآن اور عالمات ہیں۔ اہلیہ حیات ہیں۔ ساری اولاد دین کے شعبوں سے وابستہ ہے۔

قاری غلام فرید اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ پرائمری سکول ماڑی سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۸ء میں حاجی سراج الدین مرحوم سے ناظرہ قرآن پاک آبائی علاقہ میں مکمل کیا۔ ۱۹۶۰ء میں آبائی علاقہ کے حافظ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ سے دو پارے حفظ، ورکشاپی محلہ راولپنڈی میں حافظ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ سے آٹھ پارے حفظ پھر استاذی المکرم قاضی مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بقایا قرآن مجید حفظ مکمل کیا۔ پھر ۱۹۶۷ء میں تجوید وقرأۃ گوجرانوالہ کی مشہور علمی درسگاہ مدرسہ اشرف العلوم باغبانپورہ میں قاری عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل فرمائی۔

درس نظامی کی ابتدائی چند کتب مفتی خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ، سید بدیع الزمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ گوجرانوالہ میں مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہ (سموں والے) کے حکم اور پرزور اصرار پر حضرت پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ حنفیہ شاہی جامع مسجد میں حفظ کے مدرس کے طور پر تشریف لائے۔ پسرور آمد کے بعد حضرت پسروری تین یوم کے بعد سفر سے واپس تشریف لائے تو جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے والد گرامی (قاری غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ) کا حضرت پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے تعارف کروایا اور امامت کے لئے حکم دیا۔ تو حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی نماز کی امامت کروائی۔

حضرت پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں ۱۹۶۷ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک شعبہ حفظ کی کلاس کو بہتر انداز سے چلایا۔ حضرت پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۹۷۵ء میں حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی خدمات کو

سراہتے ہوئے ایک ماہ کی زائد تنخواہ دے کر مدرسہ کے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔ حضرت پسروری ؒ کی وفات کے وقت مفتی رشید احمد قادری ؒ حج پر تھے۔ بعد میں حضرت کی تجہیز و تدفین کا انتظام والد گرامی قدر نے کیا اور غسل بھی والد گرامی قدر نے دیا۔ احباب کو اطلاع بھی دی۔ تمام امور بخوبی سرانجام دیئے۔

۱۹۷۵ء میں سبکدوشی کے بعد اہلیان پسرور اور بالخصوص حضرت سائیں محمد حیات پسروری ؒ (نامور شاعر ختم نبوت) کے اصرار پر قریب محلہ میں واقع گمنام بے آباد مسجد (جو قادیانیوں سے واگزار کرائی گئی تھی) میں اپنے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور اس قول کا عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ اسی گمنام بے آباد مسجد میں ڈیرہ لگایا کہ جنازہ بھی اسی مسجد سے اٹھا۔ اللہ اکبر!

مسجد کا نام مسجد ختم نبوت تجویز کیا گیا اور مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک طالب علم (محمد حنیف نامی) سے مدرسہ کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ مدرسہ کا نام حضرت سائیں محمد حیات ؒ کی زندگی میں ہی مدرسہ عربیہ حیات القرآن تجویز فرمایا۔ حضرت سائیں ؒ نے مدرسہ کے نام پر ایک نظم لکھی جو حضرت سائیں ؒ کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ہے۔ ریکارڈ میں موجود ہے۔ شعبہ حفظ میں تدریسی فرائض کے ساتھ ساتھ اہتمام بھی خود فرمایا۔ گویا کہ مدرسہ کے بانی اور مہتمم خود ہی تھے۔ مدرسہ کی دو شاخیں مزید بنائیں: ۱...... جامعہ الفرید للبنات والاسلام، ۲...... مدرسہ عربیہ حیات القرآن فاروق اعظم کالونی نارووال روڈ پسرور۔

تمام تحاریک یعنی تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ختم نبوت، تحریک دفاع پاکستان، تحریک تحفظ ناموس رسالت کی صف اول میں بھرپور مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ عمر کا بیشتر حصہ قید و بند کی صعوبتوں میں گزرا۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان سے ساری زندگی وابستگی رہی۔ اسلام زندہ باد کانفرنس، عالمی صد سالہ اجتماع میں مالی جانی بھرپور کردار ادا کیا۔ اسلام زندہ باد کانفرنس لاہور میں بھی سو (۱۰۰) گاڑیوں پر مشتمل قافلہ کی قیادت فرما کر بنفس نفیس شریک ہوئے۔

ساری زندگی سفید لباس (کرتہ) پہنا اور دامن بھی الحمدللہ پاک رہا جس پر اہل شہر گواہ ہے۔

۸ر جولائی ۲۰۱۷ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ پسرور کے تاریخی گراؤنڈ ہائی سکول نمبر ۱ میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جنازہ میں شریک ہوا۔ پسرور کی تاریخ میں حضرت بشیر احمد قادری، مفتی رشید احمد قادری کے بعد تیسرا مثالی جنازہ ہوا، جو اپنی مثال آپ تھا۔

والد گرامی ؒ کی وصیت کے مطابق حضرت پسروری ؒ کے قریب تدفین ہوئی۔ بڑے بیٹے مولانا حافظ محمد رفیق عابد علوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں سینکڑوں حفاظ و قراء، جید علماء کرام و مشائخ کے علاوہ سیاسی زعماء میں وفاقی وزیر قانون، صوبائی پارلیمانی سیکرٹری، ایم پی اے پنجاب اسمبلی، ایم این اے، چیئرمین سٹی پسرور سمیت بیسوں کونسلرز، چیئرمین یونینز اور حکومتی افسران نے شرکت کی۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی اہلیہ کا وصال

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی اہلیہ محترمہ ۲۹ر جولائی ۲۰۱۷ء بمطابق ۵ر ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ بروز ہفتہ شب تقریباً ۹ر بجے وصال فرمائے آخرت ہوگئیں۔ حق تعالیٰ مرحومہ کی تربت مبارکہ کو بقعۂ نور بنائیں۔ آمین!

مرحومہ کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں وال ضلع جالندھر (انڈیا) میں ہوئی۔ ۷ر سال کی عمر میں والد صاحب ؒ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ تقسیم ہندوستان کے بعد چک ۹۵ باڑہ صادق آباد میں آباد ہوئیں۔ ۱۹۵۵ء میں عقد ہوا۔ حق تعالیٰ نے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطاء کیں۔ تمام اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ اس حوالہ سے مرحومہ بہت ہی خوش نصیب تھیں کہ اپنی زندگی میں تمام تر اولاد کو پھلتے پھولتے دیکھ لیا۔ تمام اولاد نیک وصالح اور برسر روزگار ہے۔ مرحومہ کو حق تعالیٰ نے بہت ساری سعادتوں سے سرفراز فرمایا۔ فرائض کی پابندی اور تلاوت کا معمول تو عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ بیعت کا تعلق خانقاہ عالیہ دین پور کے سجادہ نشین شیخ المشائخ حضرت میاں عبدالہادی دین پوری ؒ پھر حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ اور آخر میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ سے تھا۔

مرحومہ کی سعادت مندی تھی کہ جو معمولات ذکر وتلاوت اور وظائف ان اکابرین نے ارشاد فرمائے آخر وقت تک ان پر کاربند رہیں۔ ہر وقت ان کی زبان پر ذکر الٰہی جاری رہتا تھا۔ اسی حالت میں وصال ہوا۔ ۲۹ر جولائی کی شب عشاء کی اذان کے ساتھ ہی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اگلے روز مرکزی عیدگاہ ملتان میں جنازہ ہوا۔ جنازہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے پڑھایا۔ جبکہ تدفین قبرستان جلال باقری میں حضرت شاہ جی ؒ کے پڑوس میں ہوئی۔

پورے ملک مثلاً کراچی، کوئٹہ، کنری، لاہور، لودھراں، بہاول پور، سکھر، خانیوال، فیصل آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، چناب نگر سے مہمانان گرامی تعزیت کے لئے دفتر تشریف لائے اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔ ملک بھر میں جس شخص نے بھی وصال کی خبر سنی تمام جماعتی حلقہ کے بھی احباب واقارب دست بدعا ہوگئے۔ جگہ جگہ ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کے ختم ہو رہے ہیں۔ زہے نصیب!

حق تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب ہو۔ اللہ رب العزت پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔ آمین برحمتک یا ارحم الرحمین!

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ...... تقریر مولانا اللہ وسایا

مولانا محمد بلال

ماہنامہ لولاک کا یہ شمارہ ستمبر کا ہے۔ اس حوالہ سے اس شمارہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی نسبت سے مضمون ہونا چاہئے تھا۔ اسی ضرورت کے تحت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی اس عنوان پر کراچی میں کی گئی ایک تقریر سے اقتباس شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ

میرے بھائیو! میں آپ لوگوں سے آخری درخواست کرتا ہوں کہ ۶، ۷ رستمبر کی درمیانی رات۔ اگلے دن فیصلہ آنا ہے۔ ۶، ۷ رستمبر کی درمیانی رات ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ مہربانی فرمائیں تین، چار ساتھی لے کر آجائیں۔ تین چار افراد گورنمنٹ کے ہم پرائم منسٹر ہاؤس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ باہمی میٹنگ کر لیتے ہیں ہم نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم ۷ رستمبر کو فیصلے کا اعلان کریں گے۔

کل ۷ رستمبر ہے۔ آج آپ آجائیں، ایسا نہ ہو کہ کل ہم قرارداد پیش کریں۔ آپ کہیں کہ: یہ عبارت یوں نہیں، یوں ہونی چاہئے۔ ہم کہیں کہ: یوں نہیں، یوں۔ اختلاف کا شکار ہو جائیں تو اس کے بجائے بہتر یہی ہے کہ بیٹھ کر باہمی مشاورت سے ایک متفقہ مسودے پر جمع ہو جائیں، تاکہ ادھر قومی اسمبلی میں قرارداد پیش ہو، ادھر ممبران ہاتھ کھڑا کریں، ادھر نعرہ لگے ختم نبوت کا۔ ہر کوئی اپنے اپنے گھروں کو، آپ بھی گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو نعرہ لگا دیں۔ (تاج وتخت ختم نبوت ...... زندہ باد)

میرے بھائیو! ادھر سے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، چودھری ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ چار حضرات گئے پرائم منسٹر ہاؤس میں۔ ادھر دوسری طرف سے جناب بھٹو صاحب، عبدالحفیظ پیرزادہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ، اور جناب افضل چیمہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے۔

گویا چار آدمی ان کے۔ چار آدمی ہمارے۔ میں نے پہلے کہا: حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ بھٹو بلا کا ذہین آدمی تھا، معلوم تھا کہ گفتگو کے اوّل میں جو فریق بھاری ہو گیا، آخر تک اس کا پلہ بھاری۔ جو دب گیا، وہ آخر تک دبا رہے گا۔ اس فارمولے کو سامنے رکھ کر بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چڑھائی شروع کی، مفتی صاحب! تین مہینے ہو گئے، وہ دیکھئے نا! ۲۹ رمئی کا واقعہ تھا۔

جون گزر گیا۔ جولائی گزر گیا۔ اگست گزر گیا۔ اب ستمبر کی ۶ تاریخ۔ تین مہینے سے بھی زیادہ وقت، تین مہینے ۷ دن ہو گئے تو بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! ۳ مہینے ہو گئے۔ جلوس نکل رہے ہیں۔ کارخانے بند پڑے ہیں۔ فیکٹریاں بند پڑی ہیں۔ سکول بند پڑے ہیں۔ کالج بند پڑے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں چھٹی ہو گئی۔ طلباء جلوس نکال رہے ہیں۔ تین مہینے ہو گئے نیشنل اسمبلی کوئی قانون سازی نہیں کر سکی۔ مساجد و مدارس دن رات ہنگاموں کی نذر ہو گئے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ مولوی صاحبان نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟۔

اب بھٹو صاحب نے خوب شعلہ جوالہ کیا، جناب آگ کے انگارے برسا رہے ہیں۔ ادھر مفتی صاحب، زیر لب مسکرا بھی رہے ہیں اور بیٹھے ہیں برف میں لگے ہوئے۔ مجال ہے کہ کوئی غصہ آئے۔ اب ان کی بات ختم ہوئی۔ مفتی صاحب ؒ نے مسکرا کے کہا کہ: بھٹو صاحب! گفتگو کو تو بعد میں چلائیں گے۔ میں ایک آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو مجھے اجازت ہو۔

بھٹو صاحب نے کہا حضرت! آپ فرمائیے۔ اس میں کیا بات ہے۔ مفتی صاحب ؒ نے کہا: میری اطلاع یہ ہے کہ کل آپ کے ہاں آپ کے گھر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی آئے تھے۔ کیا یہ میری اطلاع درست ہے؟ بھٹو مرحوم نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ فرمایا مفتی محمود ؒ نے کہ میری اطلاع کے مطابق مولانا غلام غوث ہزاروی کی اور آپ کی اہلیہ، پاکستان کی خاتون اول محترمہ نصرت بھٹو کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات ہوئی، کیا میری اطلاع صحیح ہے؟ بھٹو مرحوم نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: بہت اچھا! میری اطلاع یہ ہے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے پاس مرزا کی اوریجنل کتابیں تھیں۔ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ محترمہ نصرت بھٹو ایرانی نژاد تھیں اور یہ کہ شیعہ فیملی سے تعلق رکھتی تھیں تو مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ مرزا کی کتابیں لے کر گئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے:

سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ کے متعلق یہ اہانت کی۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے متعلق یہ اہانت کی۔ سیدنا حسن ؓ کے متعلق یہ کہا۔ سیدنا حسین ؓ کے متعلق یہ کہا۔ سیدنا خدیجہ ؓ کو یہ تبرے بولے۔

وہ کتابیں دکھائیں تو بھٹو صاحب نے کہا: آپ کی اطلاع صحیح ہے۔ مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: بہت اچھا! اب میں وضاحت یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی کر کے ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے آنے کے بعد نصرت بھٹو نے آپ کو آ کر کیا کہا تھا؟ اب بھٹو صاحب ایک دفعہ ششدر ہوئے اور انہوں نے اس وارفتگی کی کیفیت میں ایک ایسی عجیب و غریب بات کہہ دی۔ کہنے لگے: مفتی صاحب! بیوی میری، خبریں آپ کے پاس۔ گھر سے میں آیا، پیغامات آپ کے پاس۔

مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: بھٹو صاحب! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ آپ ہمارے بھائی،

نصرت ہماری بہن۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں، بتائیں اس نے آپ سے کیا کہا؟ اس نے کہا: کہنا کیا تھا؟ بس ادھر مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے ملاقات ہوئی، واپس آئی تو وہ آدمی مولوانی بن گئی تھی۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا: آدمی بنی یا پوری، یہ تو آپ کا مسئلہ ہے،۔ میرا مسئلہ نہیں، میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ بتائیں اس نے آپ کو کیا کہا؟ بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! بس مولانا کوالوداع کہا۔ گاڑی میں بٹھایا، واپس آئی، دوڑی ہوئی، زور سے میری میز پر مکا مارا۔ مکا مار کے مجھے کہا: ''ذوالفقی!'' اس میں بھی کوئی تعجب کی بات نہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! وہ میرے پاس آئیں اور آ کر بڑے زور سے میز کے اوپر مکا مار کر کہا: ذوالفقی! میں مرزے قادیانی کی کتابوں کو دیکھ کر آئی ہوں۔ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ یہ تو سادات کی، اہل بیت ؓ کی اہانت کرتے ہیں، وقت ضائع نہ کرو، قادیانیوں کو کافر قرار دو۔

میرے بھائیو! میں آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی خاتون اول نے کیا کہا: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ بولتے نہیں ہو شریفو! اس کے آپ کو دو فائدے ہیں، ایک تو یہ کہ آپ کو مسئلہ یاد ہو جائے گا اور ایک مجھے موقع مل جائے گا، پانی پینے کا۔

بھائیو! مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ: اچھا میرے ملک کی خاتون اول تو کہتی ہے کہ قادیانی کافر ہیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میرے ملک کا وزیر اعظم کیا کہتا ہے کہ قادیانی کون ہیں؟ اب بھٹو صاحب کو ساتھ ہی مفتی صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ جواب دینے سے پہلے سوچ لینا کہ میں نے باہر نکلتے ہی پریس کو اپنا سوال بتا دینا ہے اور تمہارا جواب بھی بتا دینا ہے۔ اب بھٹو صاحب کو جوش آیا۔ فرماتے ہیں مفتی صاحب! میں کوئی بزدل ہوں؟ کیا میں امت کے ساتھ نہیں ہوں؟ میں بھی قادیانیوں کو کافر کہتا ہوں۔

مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: اچھا! میرے ملک کی خاتون اول بھی کہتی ہے کہ قادیانی کافر۔ میرے ملک کا وزیر اعظم بھی کہتا ہے کہ قادیانی کافر۔ کراچی سے خیبر تک عوام بھی کہتے ہیں کہ قادیانی کافر۔

ایک جناب بھٹو صاحب وہ ہیں جو یہ کہہ رہے تھے کہ تین مہینے ہو گئے: جلوس نکل رہے ہیں۔ کارخانے بند پڑے ہیں۔ فیکٹریاں بند پڑی ہیں۔ سکول بند پڑے ہیں۔ کالج بند پڑے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں چھٹی ہو گئی۔ تین مہینے ہو گئے قانون سازی نہیں ہو رہی۔ جناب بھٹو صاحب اپنی ضد پر ہیں کہ نہ وہ عوام کی مانتے ہیں، نہ خاتون اول کی مانتے ہیں، نہ وزیر اعظم کی مانتے ہیں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں، جناب بھٹو صاحب! کیا آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟۔

میرے بھائیو! اب بھٹو صاحب بے چارے سمجھے کہ مفتی صاحبؒ نے تو خیر سے میری گفتگو، جو

میں انگارے ابل رہا تھا، اس کا خاک اثر لیا۔ اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! اب چھوڑتے ہیں اس بحث کو۔ اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ فرمائیں: آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ عینک لگائی، کاغذ سامنے رکھا۔ کہا: فرمایئے! آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ نوٹ کرو۔ پیرزادہ آگے ہوئے مفتی صاحب ؒ سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کا خیال یہ ہوگا کہ مفتی صاحب ؒ دس مطالبے پیش کریں گے مطالبات میں تو یہی ہوتا ہے کہ کچھ لو، کچھ دو۔ چار باتیں مان لوں گا چھ منوالوں گا۔ چار مان لوں گا، چھ منوالوں گا۔ چھ مان لوں گا، چار منوالوں گا وہ اس چکر میں، ویسے ٹیبل ٹاپ کا بادشاہ تھا، اسے خیال تھا کہ ہیرا پھیری میں، میں ان مولوی صاحبان کو ایسا پڑوا کروں گا۔ ایسا پینترا بدلوں گا کہ خیر سے چوکڑی بھول جائیں گے۔ وہ اس چکر میں۔ مگر آگے مفتی صاحب ؒ سب سمجھتے تھے۔ تو وہ مسکرائے، بھٹو صاحب نے فرمایا: یہ مسکرانا چھوڑیے۔ مطالبے کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں (کچھ بھی نہیں کا معنی یہ کہ اس کی جتنی پلاننگ تھی، اس ایک جملے میں خیر سے دور کردی۔) اس نے کہا: جی! مطالبے فرمائیں، مفتی صاحب نے کہا: بھائی! کوئی بھی نہیں۔

اس نے نورانی صاحب کی طرف دیکھا اور فرمایا: نورانی صاحب! مفتی صاحب کو سمجھائیں کیا کہہ رہے ہیں، مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: بھٹو صاحب! واقعہ یہ ہے کہ کوئی مطالبے نہیں ہمارے۔ ہماری تو صرف ایک درخواست ہے کہ دو سطر آئین میں لکھ دیں کہ مرزا اور اس کے ماننے والے ”کافر“۔ باقی رہ کیا گیا؟ اگر اتنی بات لکھ دی ہے کہ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر؟۔

بھٹو صاحب نے کہا: تو باقی رہا کیا؟ مفتی صاحب ؒ کی خواہش یہ تھی کہ چوہڑے، چمار، پارسی، ہندو جہاں اور اقلیتیں ہیں وہاں قادیانیوں کا نام بھی آنا چاہئے ان چوہڑوں کے ساتھ۔ جب کہ ذوالفقار علی بھٹو چاہتے تھے کہ مسئلہ کا بیان ہو مگر قادیانیوں کا نام نہ آئے، ان کی اپنی مصلحت، وہ اپنے داؤ پر اور ان کی اپنی سوچ۔ مگر تیری پسند جدا۔ میری پسند جدا۔

اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! آج مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ کہتے ہیں یہ کافر۔ ان کا نام لکھا کافروں میں۔ کل کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا، آپ کہیں گے ان کا نام لکھو۔ تو مہربانی کریں: کسی کا نام لکھنے کے بجائے مطلقاً لکھتے ہیں کہ جو ختم نبوت کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔ مفتی صاحب ؒ سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کہاں سے بول رہے ہیں۔ مفتی صاحب ؒ نے جواب میں کہا: جناب بھٹو صاحب! میرے پاؤں میں کانٹا لگا ہے۔ میں کہتا ہوں: میرا کانٹا نکالو۔ آپ کہتے ہیں: لوہے کی جوتی بنوا دیتے ہیں کہ آئندہ کبھی کانٹا نہیں لگے گا۔ مجھے لوہے کی جوتی نہیں چاہئے۔ میرا کانٹا نکالو۔

جس وقت مفتی صاحب ؒ نے یہ کہا تو بھٹو صاحب خیر سے ڈھیر ہو گئے۔ اب بولا جو ساتھ میں بیٹھا تھا عبدالحفیظ پیرزادہ۔ انہوں نے کہا کہ: آئین میں کسی کا نام نہیں ہوا کرتا۔ مفتی صاحب نے کہا: آپ

ہمارے وفاقی لاء منسٹر ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ پاکستان کے آئین میں قائداعظم کا نام موجود ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آئین میں کسی کا نام نہیں ہوتا۔ اب خیر سے وہ ڈھیر ہوا۔ مولانا کوثر نیازی کو موقع ملا۔ وہ ہماری برادری کا مولوی تھا۔ اتنا اس نے خطرناک وار کیا، زبان مفتی صاحب ؒ کی بولی، مگر تائید بھٹو صاحب کی کی۔ وہ کہتا ہے کہ: مفتی صاحب! پاکستان کے آئین میں مرزے کا نام لکھ کر آپ پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟ کچھ بھی ہو کہ قادیانیوں کا نام نہیں آنا چاہئے۔ لفظ یہ بولے تاکہ مفتی صاحب ؒ ٹھنڈے پڑ جائیں۔ فائدہ یہ اٹھایا کہ بھٹو صاحب کی تائید کی۔ کہا آپ پاکستان کے آئین میں مرزے کا نام لکھ کر پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب ؒ سمجھ گئے کہ یہ بغل بچہ کہاں سے بول رہا ہے۔ مفتی صاحب ؒ مسکرائے اور فرمایا جناب کوثر نیازی!

قرآن مجید میں شیطان کا نام بھی ہے۔ قرآن مجید میں فرعون کا نام بھی ہے۔ قرآن مجید میں ہامان کا نام بھی ہے۔ قرآن مجید میں قارون کا نام بھی ہے۔ قرآن مجید میں خنزیر کا نام بھی ہے۔

اگر ان کا نام آنے سے قرآن مجید پلید نہیں ہوا تو مرزے کا نام آنے سے پاکستان کا آئین بھی پلید نہیں ہوگا۔ جناب کوثر نیازی خیر سے ڈھیر ہوئے۔ اس کی گردن کا جو سریا تھا، وہ بھی مڑا، اس کی گردن نیچے کو جھکی، بھٹو صاحب نے کوثر نیازی کی طرف خفت مٹاتے ہوئے کہا: کوثر نیازی! سوچ سمجھ کر گفتگو کر۔ تجھے معلوم ہے کہ تمہارے سامنے کون بیٹھا ہے۔

میرے بھائیو! اب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی تعبیر یوں کروں کہ گورنمنٹ کے پہلوان بدل رہے ہیں۔ ہمارا شیر اکیلا میدان میں کھڑا ہے۔

بھٹو صاحب چت ہوئے۔ کوثر نیازی صاحب ڈھیر ہوئے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ ڈھیر ہوئے۔

افضل چیمہ کو خیر سے موقع ہی نہیں ملا۔ یہ بالکل پہلے سے مفتی صاحب ؒ نے میدان مار لیا۔ اب بھٹو صاحب ایک خوب ڈرامائی انداز میں اٹھے، اچانک ۳، ۴ کاغذوں پر مشتمل ایک فائل تھی، بڑے زور کے ساتھ میز کے اوپر اسے پٹخا اور مفتی صاحب ؒ کو کہا: مفتی صاحب! آپ جیتے، میں ہارا۔ کوئی اور مولوی صاحب ہوتے، پتا نہیں، وہ پھولے نہ سماتے۔ میرے جیسا کوئی مسکین ہوتا، پھولے نہ سماتا کہ وزیراعظم میرے سامنے شکست مان رہا ہے۔ سامنے تھے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ؒ، سراپا اخلاص وللّٰہیت۔ وہ بھی اب بھٹو کے سامنے کھڑے ہیں۔ مفتی صاحب ؒ بھی جبل استقامت بنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے بھٹو صاحب کو دیکھا اور فرمایا: بھٹو صاحب! یوں نہ کہیں کہ میں جیتا اور آپ ہارے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں نہ میں جیتا ہوں اور نہ آپ ہارے ہیں۔ بلکہ کفر ہارا ہے اور اسلام جیتا ہے۔

بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں ”وما علینا الا البلاغ المبین“

قادیانی غیر مسلم کیوں؟

نور محمد قریشی ایڈووکیٹ مرحوم

قادیانی جماعت نے ایک کتابچہ ''اک حرف ناصحانہ'' کے عنوان سے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا ہے۔ مجھے بھی اس کے چار نسخے مختلف ذرائع سے ملے ہیں۔ یہ کتابچہ خبروں کا موضوع بھی رہا ہے۔ چونکہ اس کا مطالعہ ناواقف لوگوں کی گمراہی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کا تجزیہ کیا جائے اور حقیقت حال سے لوگوں کو باخبر کیا جائے۔ اس کتابچے کا لب لباب یہ ہے کہ:

۱...... پاکستان میں عیسائیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ بہائیوں کو بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ دوسری مذہبی اقلیتیں بھی اپنی مذہبی سرگرمیوں میں آزادی کے ساتھ مصروف ہیں تو آخر قادیانی گروہ کی سرگرمیوں کو ہی کیوں ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔

۲...... ہر مذہبی گروہ کو یہ آزادی حاصل ہے کہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام چاہے تجویز کرے۔ عیسائیوں نے اپنے عقائد از قسم ''ازلی گناہ، تجسم کفارہ'' وغیرہ کے لئے عیسائیت کا نام پسند کر لیا۔ بہائیوں نے اپنے مذہب کے لئے بہائیت کا نام تجویز کر لیا تو کسی نے نہ تو عیسائیوں کو ملامت کا نشانہ بنایا اور نہ ہی بہائیوں کو۔ آخر صرف ہم احمدیوں کو اس آزادی سے کیوں محروم کیا جائے۔ ہمیں بھی اصولاً یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام چاہیں تجویز کر لیں اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

بظاہر یہ باتیں بڑے معصومانہ انداز میں پیش کی گئی ہیں اور بظاہر بالکل درست اور دل لگتی معلوم ہوتی ہیں۔ کتابچہ ختم کرنے کے بعد ذہن میں جو تاثر بنتا ہے وہ یہی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے۔ جب کہ مملکت خداداد پاکستان میں مذہب کے موضوع پر ہر شخص کو ہر بات کہنے کی آزادی حاصل ہے اور اگر کوئی مذہبی گروہ اس سے محروم ہے تو وہ صرف مرزائی جماعت ہے۔

لیکن جب سنجیدگی سے اس مسئلہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ بات اتنی سادہ نہیں ہے جتنی کہ قادیانی جماعت بیان کر رہی ہے۔ قادیانیوں نے اپنی روایات کے مطابق ''اک حرف ناصحانہ'' کے ذریعہ ایک بار پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اس مذموم کوشش کی تردید اور ان کے پیدا کردہ مغالطہ کو دور کرنے کے لئے یہ تحریر قارئین کی ہدیہ نظر ہے۔

نور محمد قریشی (ایڈووکیٹ)

یہ درست ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ابتداء ہی سے عیسائیت اور دوسرے مذاہب کی تبلیغ

۳...... کیا عیسائی یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہر مذہبی گروہ کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مذہب کے لئے جو نام چاہے تجویز کرے۔ اسی طرح اگر بہائی یہ تبلیغ کرتے کہ:

۱...... محمد ﷺ کی شریعت منسوخ ہوگئی ہے۔

۲...... محمد ﷺ پر صرف نبوت ختم ہوئی تھی، رسالت ختم نہیں ہوئی تھی۔ وہ خاتم النبیین تو ہیں، خاتم المرسلین نہیں ہیں۔

۳...... محمد ﷺ کا دور ختم ہو چکا، اب بہاء اللہ کا دور ہے۔

۴...... بہاء اللہ اپنے دعویٰ رسالت میں صادق ہے۔ اب اس پر ایمان لاؤ۔

لیکن بہائی اپنے ان عقائد کو اسلامی عقائد قرار دیتے۔ اپنے مذہب کا نام اسلام رکھتے اور یہ دعویٰ کرتے کہ:

۱...... اصل مسلمان تو ہم ہیں۔ اصلی اسلام تو ہمارے پاس ہے۔

۲...... بہاء اللہ کی تکذیب کرنے والے مسلمان نہیں ہیں۔

تو اس صورت میں مسلمان یقیناً برہم اور معترض ہوتے۔ نوبت یقیناً لاء اینڈ آرڈر کی خرابی تک آ سکتی تھی۔ اس پر بہائی حضرات کو یہ کہنے کا ہرگز حق نہ ہوتا کہ ان کو آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مذہب اور مجموعہ عقائد کے لئے جو نام پسند کریں رکھ لیں۔ مسلم اکثریت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان کے مذہب کا نام تجویز کرے۔

مذاہب عالم کی تاریخ میں مرزائی حضرات کا معاملہ بالکل منفرد ہے۔ مرزائیت ہر لحاظ سے اسلام کے مقابلہ میں ایک جداگانہ دین ہے۔ لیکن دیانتداری سے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے انہیں یہ ضد ہے کہ ان کا مذہب اسلام ہے۔ مسلمان کافر ہیں۔ گویا مسلمان اگر چاہیں تو اپنے مذہب کے لئے اسلام کی بجائے کوئی دوسرا نام اختیار کر لیں۔

مرزائی عقائد

قادیانی یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں کہ اسلام کے نام پر دنیا کو دھوکہ دیتے رہیں۔ کسی فلسفیانہ موشگافی یا مناظرہ رنگ اختیار کئے بغیر ہم مرزائیت کے عقائد نقل کرتے ہیں۔ جس کی وہ شب وروز تبلیغ وتلقین کرتے ہیں:

۱...... نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم نہیں ہوئی بلکہ مرزا غلام احمد پر ختم ہوئی ہے۔ آخری نبی مرزا غلام احمد ہے۔ یہی ان کا کلمہ ہے۔ جو ان کی کتابوں میں درج ہے اور ان کی عبادت گاہوں کی پیشانیوں، محرابوں پر کندہ ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک صریح کفر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور ان کے بعد مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد کذاب تک تمام مدعیان نبوت کو جھوٹا اور مفتری سمجھتے ہیں۔

دو سوال، دو نتیجے

میں قادیانی حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ میں نے ان کے عقائد کی جو فہرست اوپر درج کی ہے کیا ان میں کوئی عقیدہ ایسا ہے جو ان کا مذہب نہ ہو؟ ان کا جواب یہی ہوگا کہ یہ تمام عقائد ان کے ہیں۔

اب میں دوسرا سوال ان سے یہ کرتا ہوں کہ کیا ان عقائد میں سے ہر عقیدہ تمام مسلمانوں کے نزدیک کفر نہیں ہے؟ جب کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور ان کے بعد ہر مدعی نبوت کو (خواہ ظلی ہو یا بروزی، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی) کذاب سمجھتے ہیں۔ اس کا جواب بھی یقیناً یہی ہے کہ بلاشبہ یہ تمام عقائد ان لوگوں کے نزدیک صریح کفر ہیں۔

بات اس طرح منقح ہو جانے کے بعد دو صورتوں میں سے ایک ہی صورت درست ہو سکتی تھی۔

۱...... قادیانی خود کو اسلام سے منسوب نہ کرتے اور اپنے مذہب کے لئے کوئی نیا نام تجویز کر لیتے۔ (یا)

۲...... دنیا کے تمام مسلمان جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کذاب تسلیم کرتے ہیں اور چودہ سو سال سے مسلمان کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور اپنے مذہب کو اسلام بتاتے ہیں۔ یہ مسلمان اپنے مذہب کا نام اسلام کی بجائے کوئی دوسرا تجویز کر لیتے اور اسلام کا نام راضی خوشی قادیانی امت کو بخش دیتے۔

کیا مسلمان نام بدلیں؟

میں مرزائی حضرات سے یہ بھی دریافت کرتا ہوں کہ عقلی اور منطقی طور پر ان دو میں سے کون سی صورت ممکن ہو سکتی تھی۔ یقیناً ان کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ پہلی صورت ہی ممکن تھی اور ممکن ہے اور یہی صورت معقولیت پر مبنی بھی ہے کہ انہوں نے اسلام کے بنیادی عقائد کو چھوڑا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی ہے تو اپنا نام بھی جدا کر لیتے۔ لیکن قادیانیوں نے اسلام کے نام پر دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے اس صورت کو اختیار نہیں کیا۔ ان کی خواہش ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب سمجھنے والے مسلمان اپنے مذہب کا نام چاہیں تو تبدیل کر لیں۔ وہ تو اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے ہی پکاریں گے۔

ایسی صورت میں کیا مسلمانوں کا مشتعل ہونا بے جواز ہے؟ کیا قادیانیوں کے اس استدلال میں کوئی معقولیت ہے کہ ہر مذہبی گروہ کو آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے مذہب کے لئے جو نام چاہے تجویز کر لے۔ مسلمانوں کو اس پر اعتراض کا حق نہیں؟

اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ قادیانیوں نے اس کتابچہ ''اک حرف ناصحانہ'' کے ذریعہ کس طرح دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ انہیں اسلام کے نام پر دھوکہ دینے کا حوصلہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف النوع دعاوی کی بناء پر ہی ہوا ہے۔

تدریجی نبوت

مرزا قادیانی کا معاملہ اس طرح کا نہیں ہے کہ ایک صبح اٹھ کر اچانک انہوں نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا ہو۔ (جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر نبوت ملتے ہی کردیا تھا۔ یا نبی اکرم ﷺ نے غار حرا میں وحی الٰہی کے نازل ہوتے ہی کردیا تھا) مرزا غلام احمد قادیانی نبی بنائے نہیں گئے بلکہ اپنی قوت بازو سے بنے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح کوئی پٹواری اپنی محنت سے ترقی کر کے تحصیلدار بن جائے۔ مرزا قادیانی مجدد سے شروع ہوئے اور جیسے جیسے حالات سازگار ہوتے گئے وہ محدث، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، بروزی نبی، غیر تشریعی نبی بنتے ہوئے بالآخر ۱۹۰۱ء میں مکمل نبی بن گئے۔

اس طرح ان کے دعاوی کے بارے کافی الجھاؤ ہو گیا جو ان کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کی وفات تک قائم رہا اور جسے ان کے صاحبزادے بشیرالدین محمود نے ایک کتاب ''حقیقت النبوۃ'' تصنیف کر کے دور کیا اور مرزا قادیانی کو مکمل نبی تسلیم نہ کرنے والوں پر حجت تمام کردی۔ بشیرالدین محمود احمد نے حقیقت النبوۃ میں اعلان کردیا کہ: ''۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱)

دوعملی

اس کے باوجود قادیانیوں میں ابھی تک عقائد کے معاملے میں کچھ نہ کچھ انتشار اور الجھاؤ باقی ہے۔ مجھے ایک مجلس میں دو قادیانی دوستوں سے بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے ان سے دوٹوک انداز میں دریافت کیا کہ میں مرزا غلام احمد کو کذاب سمجھتا ہوں تو کیا آپ کی نظر میں مسلمان ہوں یا نہیں؟ ایک صاحب نے کہا ''ہاں'' جب کہ اسی وقت اسی جگہ دوسرے صاحب نے کہا۔ نہیں!

صریح مغالطہ

زیر بحث کتابچہ میں احمدیوں نے اپنے عقائد کے ثبوت میں مرزا غلام احمد کی دو کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ پہلا حوالہ (ایام الصلح ص ۸۶،۸۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۶۰،۳۶۱) کا ہے اور دوسرا حوالہ (نورالحق جز اوّل ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۷،۸) کا ہے۔ یہ دونوں حوالے اس کتابچہ کے (ص ۹،۱۰) پر درج ہیں:

۱...... پہلا فریب تو اس میں یہ دیا گیا ہے کہ دونوں حوالہ جات مرزا غلام احمد قادیانی کی ۱۹۰۱ء سے پہلے

کی تصنیفات سے لئے گئے ہیں۔ ’’ایام الصلح‘‘ یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو چھپی ہے اور ’’نورالحق‘‘ جزو اوّل ۱۸۹۴ء میں چھپی ہے۔ جب کہ قادیانیوں کا موقف یہ ہے کہ ان کے عقائد کے معاملے میں مرزاغلام احمد کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تحریریں منسوخ ہیں تو اس کتابچہ میں ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۹ء کی چھپی ہوئی کتب سے حوالہ پیش کرنے کا مقصد سوائے دھوکہ دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔

۲...... دوسرا دھوکہ جو ایک ناواقف آدمی اس کتابچہ سے کھائے گا وہ یہ ہے کہ ’’نورالحق‘‘ کی جس عبارت کا حوالہ اس کتابچہ میں دیا گیا ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے: ’’ہم مسلمان ہیں، خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کے قائل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد ﷺ کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں۔‘‘

اس عبارت میں خاتم الانبیاء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر ان کے نزدیک اس کا وہ مفہوم نہیں ہے جو مسلمانوں کا ہے کہ جناب نبی اکرم نوع انسانی کی طرف اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ بلکہ اس سے قادیانیوں کا مفہوم یہ ہے کہ کمالات نبوت تو ان پر ختم ہیں۔ نبوت ختم نہیں اور یہ کہ اب جو نبی آئے گا وہ ان کی مہر لے کر (ان کی امت میں سے) آئے گا۔ یہ دوسرا صریح دھوکہ ہے جو اس کتابچہ کے ذریعہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

حرف آخر

’’یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔‘‘

(کلمۃ الفصل ص۱۲۳، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو مسیحیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔‘‘

(مباحثہ راولپنڈی مطبوعہ قادیان ج۲۴۰، از محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور)

ارشادات الٰہی

۱...... ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿حضرت محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔﴾

۲...... ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شی (القرآن)‘‘ ﴿اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ آئی ہو۔﴾

لکی مروت میں چوک مچن خیل اڈہ کا نام ختم نبوت چوک رکھ دیا گیا

اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حکم پر ملک بھر میں اہم چوکوں کے نام تبدیل کر کے ختم نبوت چوک رکھوائے گئے۔ اسی طرح ضلع لکی مروت کو بھی دوسری بار یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے اپنے ضلع میں دو اہم چوکوں کا نام ختم نبوت چوک کے نام پر رکھا۔ کچھ ہی عرصہ قبل تحصیل سرائے نورنگ ضلع لکی مروت میں لکی روڈ کے سامنے جی ٹی روڈ پر ایک اہم چوک کو ختم نبوت چوک کا نام دیا گیا تھا۔ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت کے تمام کارکنان کی مساعی حسنہ سے لکی سٹی میں مچن خیل اڈا کے مشہور و معروف چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھا گیا۔ حافظ آصف سلیم ایڈوکیٹ نے منظوری کے لئے قرارداد پیش کی جبکہ جناب الحاج ہدایت اللہ نے اپنے دست مبارک سے ختم نبوت چوک کا نوٹیفکیشن جاری کیا جس کا عکس ذیل میں موجود ہے:

OFFICE OF THE TEHSIL NAZIM

TEHSIL MUNICIPAL ADMINISTRATION LAKKI MARWAT

Ph#: 0969-510445 Email: tmtmalakkimarwat@gmail.com

No. 196 /TN/TMA/LM Dated 7 / 7 /2017

NOTIFICATION:

Pursuant to the application submitted for decleration of "Khatam-e-Nabowat Chowk" at Michan Khel Adda Lakki City and subsequently put up before Tehsil Council in its meeting held on 21.02.2017 for approval. The Tehsil Council in its meeting held on 21.02.2017 accepted and unanimously approved through resoluation for notify the name of "Khatam-e-Nabowat Chwok" at Michan Khel Adda Lakki City.

Therefore the undersigned is pleased to notify "Khatam-e-Nabowat Chwok" at Michan Khel Adda Lakki City with immediate effect.

(Al-Haj Hidayatullah Khan)
Tehsil Nazim,
TMA Lakki Marwat

Even No.& Date

Copy forwarded to:

1. The Commissioner Bannu Division Bannu.
2. The Deputy Commissioner, Lakki Marwat.
3. The Assistant Commissioner Lakki Marwat.
4. The TMO, TMA Lakki Marwat.
5. Haji Amir Salah Khan, District Amir for Alami Majlis Tahafuz-e-Khatam-e-Nabowat Lakki Marwat.

(Al-Haj Hidayatullah Khan)
Tehsil Nazim,
TMA Lakki Marwat

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... مولانا محمد وسیم اسلم!

میرے اکابر: مرتب: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ: صفحات: ۲۷۰: قیمت: درج نہیں: ناشر: مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی: ملنے کے پتے: مکتبہ طیبہ بنوری ٹاؤن کراچی، ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی!

اپنے اکابرین کی سوانح حیات محفوظ رکھنا تاریخ کا حصہ ہونے کے ساتھ ساتھ نسل نو کے لئے مشعل راہ کا سبب بھی ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تصنیفی میدان میں جہاں اور گرانقدر خدمات سرانجام دیں، وہاں اپنے اکابرین کی سوانح وخدمات کو بھی مقالات ومضامین کی شکل میں قلم بند کیا۔ مذکورہ کتاب میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ پر حضرت تھانویؒ کے رشحات قلم کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ رسائل پہلے علیحدہ علیحدہ شائع ہوچکے ہیں۔ جو کہ اب نایاب ہوچکے تھے۔ حج کے ایک سفر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرحوم امیر مرکزیہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ سے ان رسائل کی تلاش اور یکجا کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان رسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی کا حضرت گنگوہیؒ پر لکھا گیا ایک رسالہ ''وصل الحبیب'' بھی اس کتاب کی زینت ہے۔ آخر میں حضرت تھانویؒ کے مختصر حالات زندگی حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے رشحات قلم بھی موجود ہیں۔ مرتب موصوف نے ان تمام رسائل کو تلاش کرکے ضروری مقامات پر حاشیے لگا کر اس کو عمدہ شائع کیا ہے۔ جس پر آپ یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں۔

لا نبی بعدی: مصنف: ڈاکٹر یونس امین: صفحات: ۹۶: قیمت: ۱۰۰: ملنے کا پتہ: ترتیب پبلشرز پی ۷۰، سٹریٹ نمبر ۸، چنیوٹی بازار فیصل آباد: رابطہ نمبر 03216624678!

تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے حضور خاتم النبیین ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے امت مسلمہ جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی وتعاقب میں کوشاں ہے۔ اسی سلسلہ میں مصنف نے اپنا شمار بھی ان سعادت مند حضرات میں کرانے کی کوشش کی ہے جو شفاعت محمدی کے حصول کا اشتیاق رکھنے کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں قدم رکھ چکے ہیں۔ مذکورہ کتاب کی تصنیف کا سبب بارسلونا میں مصنف کے ایک قریبی دوست کا اچانک قادیانی ہونا ہے۔ اسی سبب سے مصنف کا بارسلونا اسپین میں قادیانی مربیوں

سے مناظرہ بھی ہوا، جو کتاب میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں مصنف نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کو چاک کرنے کے لئے انتہائی اختصار کے ساتھ عام فہم اور سہل انداز میں کتاب کو ایسا ترتیب دیا کہ جو قاری کے لئے بغیر کسی پیچ وخم کے مؤثر ثابت ہو۔ کتاب کو دس ابواب پر بند کیا گیا ہے۔ جس میں ختم نبوت کی اہمیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقائد، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان، دجال اور مرزا قادیانی کی پیدائش سے لے کر اس کے جہنم واصل ہونے تک تمام پہلو پر ابواب بندی کی گئی ہے۔ قرآن وسنت اور مرزا قادیانی کی تمام عبارتوں کے حوالہ جات بھی خصوصیات کتاب میں سے ہے۔ کتاب کی ضخامت کم ہونے کے باوجود مضبوط جلد میں کتاب کو شائع کیا گیا ہے۔ اللہ پاک صاحب کتاب کی مساعی حسنہ کو قبول فرماتے ہوئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

احوال قیامت: مرتب: حافظ عبدالوحید الحنفی چکوال: صفحات: ۱۳۶: قیمت: ۱۵۰: ناشر: مرحبا اکیڈمی: ملنے کا پتہ: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال، رابطہ نمبر مؤلف 03025104304!

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قیامت کا آنا، مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ اٹھایا جانا، اپنے اعمال کے بدولت جزاوسزا پانا یہ تمام امور برحق ہیں۔ مذکورہ کتاب میں بھی موت کے بعد سے لے کر حشر کی غرض، جزاوسزا، انسان کی دوبارہ پیدائش، جنت کے مناظر اور جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے، تک کے تمام احوال قرآن وحدیث کی روشنی میں جمع کئے گئے ہیں۔ اس موضوع پر بہت سا مواد یکجاہ کر دیا گیا ہے۔

احیاء سنت (ذکر بالجہر کی شرعی حیثیت): تالیف: حافظ عبدالوحید الحنفی: صفحات ۲۴۰: قیمت ۳۰۰: ناشر: مرحبا اکیڈمی: ملنے کے پتے: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور، مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان!

مذکورہ کتاب بھی حافظ عبدالوحید حنفی کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں ذکر بالجہر کی شرعی حیثیت کو صحابہ کرام ؓ، فقہاء عظام اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی ؒ، حضرت تھانوی ؒ ایسے جید اکابرین کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

ماں کی شان میں

...... ماں کا دل کبھی اداس ہو تو جنت کے شگوفے مرجھانے لگتے ہیں۔

...... ماں کی آنکھیں نم آلود ہوں تو کارکنان قضاوقدر کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

...... ماں دامن پھیلا دے تو خدا اپنی جنت کی ساری نعمتیں اس میں انڈیل دیتا ہے۔

...... ماں بچے پر اپنا میلا آنچل ڈال دے تو رحمت خداوندی گھٹا بن کر چھا جاتی ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

حضرت مولانا اللہ وسایا کا دورہ سمندری وکمالیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳ر جولائی بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ دارالعلوم فیض عام میں قاری سید احمد رضا شاہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری کی پرخلوص دعوت پر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تشریف لائے۔ کانفرنس کی تلاوت جامعہ کے قاری محمد خبیب وقاری غلام مصطفیٰ نے کی۔ نعت رسول مقبول ﷺ جناب ریاست علی تاندلیانوالا نے پیش فرمائی۔ مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ ومولانا اللہ وسایا مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت وحیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل ومفصل خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا قاری محمد یونس جبکہ نگرانی قاری سید احمد رضا شاہ نے فرمائی۔ قاری محمد امجد ، جناب فریداللہ خان کانفرنس میں معاون ومددگار رہے۔ جامعہ حسینؓ ابن علیؓ پھلور کا دورہ بھی کیا اور جامعہ کے مہتمم سمیت دیگر احباب سے خصوصی ملاقات فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۴ر جولائی کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد نیم والی کمالیہ میں مولانا پیر جی عتیق الرحمن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ کے مدعو کرنے پر مولانا اللہ وسایا صاحب نے ختم نبوت وناموس رسالت ﷺ پر خطاب ارشاد فرمایا۔ اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کرنے پر سامعین سے وعدہ لیا اور علماء کرام سے خصوصی ملاقات بھی کی۔ مولانا کے خطاب سے قبل ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مختصر بیان کیا۔ نماز جمعہ کے بعد قاری محمد اصغر عثمانی چیچہ وطنی سے ان کی والدہ محترمہ کے انتقال پر اظہار تعزیت ولواحقین کو تلقین صبر جمیل فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس میلسی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۷ر جولائی ۲۰۱۷ء کو جامع مسجد بلال ؓ عدالتوں والی میں بعد نماز مغرب سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کے نائب شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز قاری محمد امیر معاویہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حمد باری تعالیٰ حافظ امیر حمزہ اور نعت رسول مقبول ﷺ مولانا معوذ نے پیش کی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال، مولانا عبدالستار گورمانی مبلغ

مجلس ضلع وہاڑی وخانیوال کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے فرمایا کہ پورے اسلام کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر مبنی ہے اور یہ تحفظ ہمیں اپنی جان ومال عزت وآبرو اور آل واولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ قادیانی مصنوعات کا زہر سانپ اور بچھو کے زہر سے زیادہ خطرناک ہے جس سے بچنا اور امت مسلمہ کو بچانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا مفتی محمود احمد امیر مجلس میلسی نے کی۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں جامعہ ابوھریرہؓ میلسی کے شیخ الحدیث مولانا قاری محمد یسین، مولانا محمد عمیر شاہین، مولانا ذکاء اللہ مسعود، مولانا محمد طیب، قاری خلیل الرحمن، قاضی عبدالخالق سمیت دیگر جید علماء کرام اور کثیر عوام الناس نے شرکت کر کے کانفرنس کو کامیاب کیا۔

ختم نبوت سیمینار چک نمبر۱۵، جوہر آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چک ۱۵؍جوہر آباد کے زیر اہتمام ۲۶؍جولائی بروز بدھ بعد نماز مغرب مولانا محمد عبداللہ کی زیر سرپرستی ختم نبوت کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام میں تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ عبدالمنان جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت جناب محمد اسامہ نے حاصل کی۔ پروگرام سے مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ودیگر حضرات نے خطابات کئے۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے بغیر کسی بھی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ مقررین نے عوام الناس سے قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاری محمد اسماعیل خطیب جامع مسجد عباسی نے انجام دیئے۔ مولانا مفتی عمر دراز وقاری حفیظ اللہ روڈا شہر، مولانا محمد شاہد، مولانا محمد عبداللہ سمیت دیگر کئی حضرات نے شرکت کی۔ پروگرام میں بھرپور عوام الناس نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس ہری پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ غازی علم دین شہیدؒ، کھلابٹ ہری پور کے زیر اہتمام ۲۱؍جولائی ۲۰۱۷ء بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد ساکنین میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت استاذ العلماء مفتی محمد عمر نے فرمائی۔ حافظ محمد عثمان کی تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ ہدیہ نعت رسول ﷺ مفتی ہارون الرشید نے پیش کیا۔ مولانا محمد طیب فاروقی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خصوصی خطاب کیا۔ انہوں نے نوجوانوں کو قادیانیوں کے پروپیگنڈے سے ہوشیار رہنے کی ترغیب دی اور ان کی مصنوعات سے بائیکاٹ کرنے کا وعدہ لیا۔

کانفرنس میں مولانا قاری فدا محمد، مفتی نوید انجم، مولانا عامر شہزاد، مولانا جمیل اختر، مولانا عابد علی شاہ، مولانا عبدالقادر، مولانا محمد صالح، مولانا صاحبزادہ عطاء الحی اور قاری عبدالمالک سمیت علاقہ بھر کے علماء کرام، قراء حضرات اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ نقابت کے فرائض مولانا احسان عظیم نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے اختتام پر علماء کرام نے یونٹ کے امیر مفتی شمس القدیر نقشبندی کو شاندار پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی و تنظیمی دورے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ماہ شوال المکرم مطابق جولائی میں درج ذیل شہروں کے دورے کئے۔ ......یکم جولائی کو خطبہ جمعہ ربانی مسجد جلالپور پیروالا۔ ......۷/جولائی کو خطبہ جمعہ جامع مسجد قاسمیہ چوک سرور شہید مظفر گڑھ۔ مظفر گڑھ اور لیہ کے نئے مبلغ مولانا محمد ساجد کے تعارف کے لئے چوک اعظم اور لیہ میں جماعتی احباب سے ملاقاتیں۔ ۸/جولائی کو جمن شاہ، دائرہ دین پناہ، کوٹ ادو، سناواں اور چوک قریشی میں اجتماعات سے خطاب اور جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں۔ ......۹/جولائی کو مظفر گڑھ، خان گڑھ احباب سے ملاقاتیں، جامعہ احیاء العلوم کے سابق مہتمم مولانا محمد سالم رحمہ اللہ اور نوابزادہ منصور احمد خان سے ان کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت اور دعائے مغفرت۔ ......۱۰/جولائی شہر سلطان، پرمٹ، یاکی والی میں ملاقاتیں اور مبلغ کا تعارف۔ ......۱۱/جولائی کو علی پور، جتوئی کے رفقاء سے ملاقاتیں۔ مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ میں حفظ کی کلاس کا افتتاح، جامعہ حسینیہ کے مہتمم مولانا اجود حقانی کی خواہش پر جامعہ حسینیہ کی کلاسوں کے افتتاحی پروگرام سے خطاب۔ ......۱۳/جولائی جامع مسجد تالاب والی کہروڑپکا میں درس قرآن کے اجتماع سے خطاب، علماء شہر و اساتذہ کرام جامعہ اسلامیہ باب العلوم سے ملاقاتیں اور سابق امیر مرکزیہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری دی۔

نیز چشتیاں، بہاولنگر، ریناله خورد میں اجتماعات سے خطابات کئے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی و مولانا عبدالنعیم لاہور کی معیت میں حضرت میاں محمد اجمل قادری، مولانا فضل الرحیم، مولانا عبدالرؤف فاروقی، قاری زوار بہادر، جناب سید سلیمان گیلانی، جناب لیاقت بلوچ کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے دعوت نامے دیئے۔ حسن ابدال، ہری پور ہزارہ، ٹیکسلا، راولپنڈی، مری، کہوٹہ، اسلام آباد، خوشاب، جوہر آباد، میلسی میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد ساجد مظفر گڑھ، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالرزاق اوکاڑہ، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا بدر الاسلام عباسی، مولانا زاہد وسیم، مولانا محمد نعیم خوشاب بھی اپنے اپنے حلقوں کے پروگراموں میں شامل رہے۔

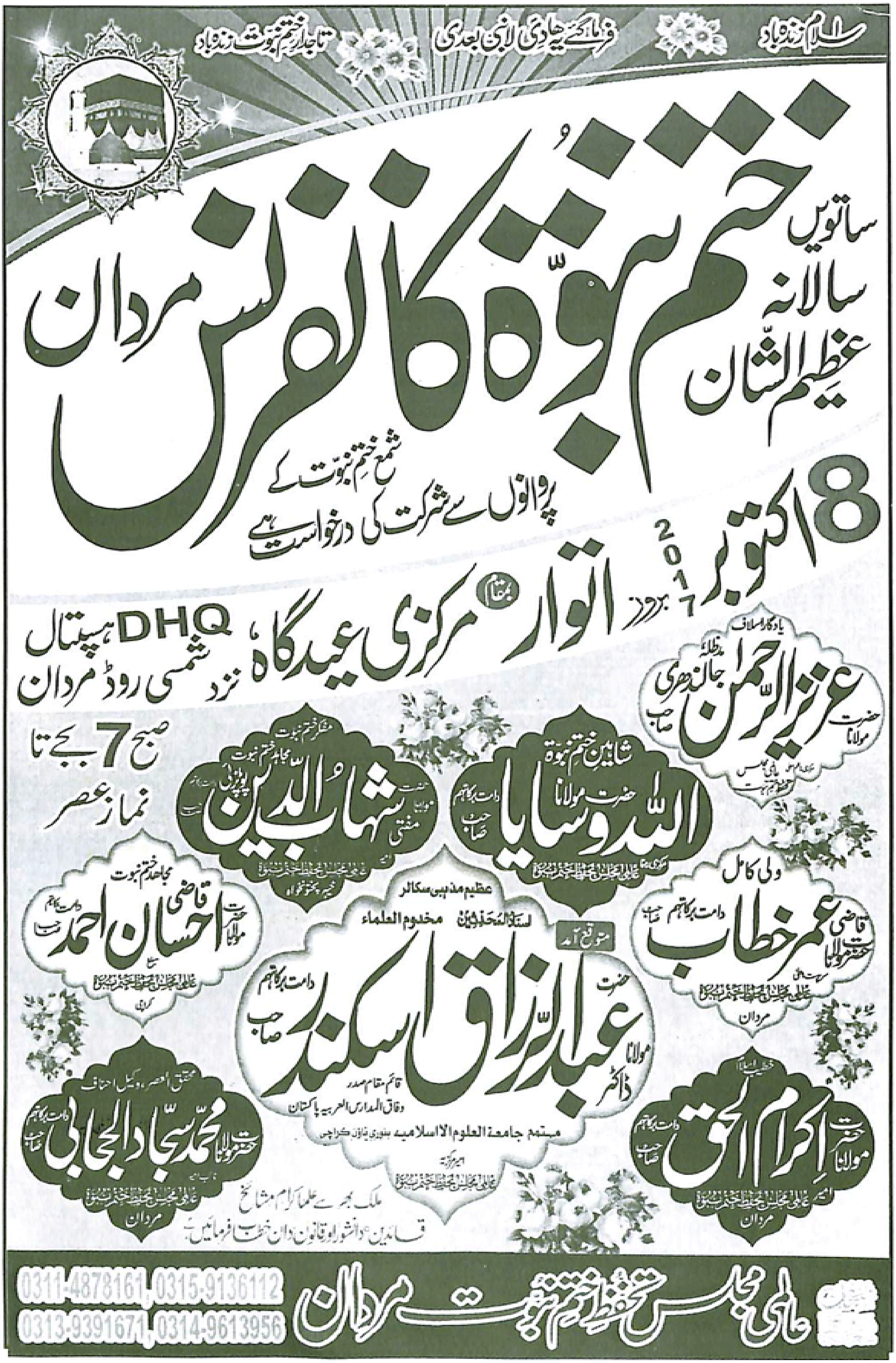
سلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
ساتویں
سالانہ
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس مردان
شمع ختم نبوت کے
پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
8 اکتوبر 2017ء بروز اتوار
بمقام مرکزی عیدگاہ نزد DHQ ہسپتال شمسی روڈ مردان
صبح 7 بجے تا نماز عصر
یادگار اسلاف
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہ
شاہین ختم نبوۃ
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم
مفکر ختم نبوت
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی
ولی کامل
حضرت مولانا قاضی عمر خطاب صاحب دامت برکاتہم
مردان
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب دامت برکاتہم
کراچی
عظیم مذہبی سکالر
استاذ المحدثین
مخدوم العلماء
متوقع آمد
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
قائم مقام صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملک بھر سے علما کرام مشائخ
قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
خطیب اسلام
حضرت مولانا اکرام الحق صاحب دامت برکاتہم
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان
محقق العصر، وکیل احناف
حضرت مولانا محمد سجاد الحجابی صاحب دامت برکاتہم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان
0311-4878161, 0315-9136112
0313-9391671, 0314-9613956

سلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد
بمقام
مسلم کالونی
چناب نگر
36 ویں
دو روزہ
سالانہ
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
ان شاء اللہ
بتاریخ
19
20
اکتوبر
2017
بروز جمعرات جمعۃ المبارک
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء
عقیدہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحادِ اُمت
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
اور ظہور مہدی
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر
حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد
حضرت مولانا محمد ناصر الدین خان
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-4304277
0300-6347103
0321-4220552

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مجلس تحفظِ ختم نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

- ☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!
- ☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔
- ☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔
- ☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے
- ☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد
- ☆ چناب نگر میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس...... چناب نگر میں ایک سالہ تخصص ختم نبوت کلاس کا اجراء
- ☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن
- ☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔
- ☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 8 جلدیں...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ
- ☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر
- ☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 4783486-4583486-061

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 0-3464-010 برانچ کوڈ 0038 UBL حرم گیٹ ملتان

اپیل کنندگان

حضرت مولانا استاذ المحدثین ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم مدظلہ العالی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ولی کامل پیر طریقت رہبر شریعت حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ ولی ابن ولی خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0300-7550481	اٹک 0300-5380055 0321-5718212	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277	سرگودہا 0321-9601521	چناب نگر 0301-7972785	جھنگ 0307-3780633	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355	کراچی 0300-9899402	
بہاولپور 0300-6651586	ملتان 4783486	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	پنوں عاقل 0301-3405745	سیالکوٹ 0300-7442857	حیدرآباد 0333-3553926	کنری 0300-3300241	کوئٹہ 0300-6849495	ژوب 0334-7225096	ٹوبہ ٹیک سنگھ 0305-7875765	قصور 0300-6950984